اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ

(خاص نمبر)

مکتوبات مسیح موعود علیہ السلام

بنام

مولوی عبداللہ صاحب سنوری

جن میں

حضرت مسیح موعود کی دعا کی قبولیت کے زبردست نشانات اور

تائیدات الہیہ کا بیان ہے

خاکسار محمد فخر الدین احمدی ملتانی مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان

نے شائع کئے

۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شکریہ

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وقتاً فوقتاً خاکسار کو اپنے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نادر و نایاب اور غیر مطبوعہ کلام کے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوتی رہتی ہے یہ مکتوبات مکرم محسن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ ربہ نے مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب (مولوی فاضل) کو عطا فرمائے۔ جو مولویصاحب موصوف نے باجازت حضرت میاں صاحب موصوف خاکسار کو بغرض اشاعت عنایت فرمائے۔ جسکے لئے ہر دو صاحبان کا نہایت مشکور ہوں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزا۔ مولویصاحب موصوف نے بعض مکتوبات کے متعلق ضروری واقعات بھی مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی زبانی معلوم کر کے درج کر دیئے ہیں جو احباب کے کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہونگے اسیطرح اگر دوسرے احباب بھی حضرت اقدس کے ہر قسم کے غیر مطبوعہ کلام اور مکتوب جسقدر بھی اُن کے پاس ہوں بغرض اشاعت خاکسار کے سپرد کر دیا تو انشاء اللہ بعد اشاعت اُن کے اصل کاغذات بحفاظت تمام واپس کر دیے جائینگے اور اگر اصل کاغذات دینے مناسب نہ سمجھیں تو نقل ہی ارسال کر دیں۔ تاکہ یہ نادر اور بے بہا جواہر ریزے سلک کتب میں پروئے جا کر محفوظ ہو جائیں۔ اور آیندہ نسلوں کو بھی اس نعمت عظمیٰ میں شریک کر کے ہم اجر دارین حاصل کریں ؎ ہمارا کام کہدینا ہے یارو۔ اب آگے کوئی مانے یا نہ مانے

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے مولوی عبداللہ صاحب سنوری کے مختصر حالات بھی بطور انٹروڈکشن ذیل میں درج کر دیئے ہیں۔ تاکہ حضرت اقدس کے پرانے صحابی اور فدائی کی یاد قائم رہے۔ اور اُن کے پاک نمونے سے لوگ سبق حاصل کر سکیں

خاکسار طالب دعا محمد فخر الدین ملتانی

مولوی محمد عبداللہ صاحب سنوری کے مختصر حالات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی نسبت اپنی کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۷۹۶ پر تحریر فرماتے ہیں:

"یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ

باقی دیکھو صفحہ ۱۴۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِؕ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

(۱) پوسٹ کارڈ۔ مشفقی مکرمی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔

بعد سلام مسنون آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ ابھی تک بباعث بعض موانع یہ عاجز قادیان میں ہے سوجان پور کی طرف نہیں گیا۔ اور بوجہ علالت وضعفِ طبیعت ابھی ہندوستان کی سیر میں تامل ہے۔ شاید اگر خدا تعالےٰ نے چاہا۔ تو یہ بات موسمِ سرما میں میسر آجائے۔ ہر ایک امر اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ کبھی کبھی اپنے حالات سے مطلع فرماتے رہیں۔ خواب آپکی انشاء اللہ بہت عمدہ ہے کہ بعض نفسانی آلایشوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے واللہ اعلم۔

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان۔ ۷ ستمبر ۸۴؁ء

نوٹ۔ سوجان پور کیطرف تشریف لیجانے کا ارادہ حضور کا اس بنا پر تھا۔ کہ حضور کو ان ایام میں یہ خواہش تھی۔ کہ کسی ایسی جگہ چلے جائیں۔ جہاں نہ ہم کسی کو جانتے ہوں۔ نہ ہمیں کوئی جانتا ہو۔ اِسپر جناب مولوی عبداللہ صاحب نے حضور کی خدمت میں درخواست کی۔ کہ حضور اس خاکسار (مولوی عبداللہ صاحب) کو بھی اپنے ہمراہ لے جائیں۔ حضور نے مولوی عبداللہ صاحب کی اس درخواست کو منظور فرمالیا۔ اسی بنا پر مولوی عبداللہ صاحب کے خط کے جواب میں حضور نے تحریر فرمایا کہ ابھی تک بباعث بعض موانع یہ عاجز قادیان میں ہے۔ سوجان پور کیطرف نہیں گیا۔ اِسی اثناء میں حضور کو اللہ تعالےٰ کیطرف سے یہ الہام ہوا کہ "تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی"۔ اِس لئے حضور نے سوجان پور کی طرف جانے کا ارادہ ملتوی کرکے ہوشیار پور جانے کا ارادہ فرمالیا۔ چنانچہ اسی بنا پر حضور شروع جنوری ۱۸۸۶؁ء میں مولوی عبداللہ صاحب۔ حافظ حامد علی صاحب اور ایک اور شخص فتح خاں امام کو اپنے ہمراہ لیکر رسید ہے ہوشیار پور کو روانہ ہوگئے۔ اور وہاں پہنچکر شیخ مہر علی صاحب رئیس (جو اسوقت حضور سے

محبت اور اخلاص رکھتے تھے) کے طویلہ میں جا کر چالیس روز تک ایک بالاخانہ میں بالکل الگ رہے۔ حضور کے ہر سہ خدام رفقاء اسی طویلہ میں نیچے کے حصہ میں الگ رہتے تھے۔ چنانچہ وہاں حضور نے چلہ کشی کی۔ اور پھر ۲ روز وہاں اور ٹھیر کر مارچ ۱۸۸۶ء میں واپس قادیان کو تشریف لائے۔

ہندوستان کی سیر ۱۸۸۹ء میں آکر حضور نے صرف اس قدر کی۔ کہ لدھیانہ میں بیعت لینے کے بعد علیگڈھ تشریف لے گئے۔ اور وہاں ایک ہفتہ کے قریب سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار کے ہاں ٹھیر کر وہاں سے پھر واپس لدھیانہ تشریف لائے۔

۲ - (پوسٹ کارڈ) مشفقی اخویم سلمہٗ۔

بعد سلام مسنون۔ آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ یہ عاجز کچھ دنوں سے بیمار رہے۔ طاقت زیادہ تحریر کی نہیں۔ ضعف بہت سا ہو رہا ہے۔ مگر آپکی خوابیں انشاء اللہ نیک ہیں۔ جائے فکر نہیں۔ مفصل لکھنے کی اگر طاقت ہوتی تو لکھتا۔ مگر ضعف سے مجبور ہوں۔ والسّلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۶ر اکتوبر ۱۸۸۴ء

۳ - (پوسٹ کارڈ) مشفقی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالےٰ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سورہ بقرہ کا لفظ خواب میں سنائی دینا اس بات کیطرف※ اشارہ ہے۔ کہ سورہ بقرہ کیطرف رجوع کرو۔ کسی نوع کی کسر ہے۔ جو سورہ بقرہ کی طرف رجوع دلایا گیا ہے۔ اور اس سورۃ میں حقوق اللہ اور حقوق عباد کی بہت تفصیل ہے۔ اور امر اور نہی کھولکر بیان کیا گیا ہے۔ اور صبر اور ایثار کی بہت تاکید ہے۔ پس غور سے سورۃ بقرہ کا ترجمہ پڑھو۔ اور جہاں اور جس امر یا نہی میں اپنے تئیں قاصر دیکھو۔ اس حالت کو درست کرو۔ آفتاب※ سے مراد

اس بات کی طرف اشارہ ہے

※ حضور کے اصل خط میں یہ الفاظ اسی طرح پر مکرر ہی لکھے ہوئے ہیں ۱۲

※ ۔ مولوی عبد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ دو آفتاب جن کے درمیان کچھ تھوڑا سا فاصلہ تھا مغرب کیطرف سے چڑھے اور نصف النہار تک پہنچے ہیں۔ سو جب حضور نے اس خواب کی یہ تعبیر کی تو اس میں دو اکابر دین جن سے فائدہ دین کا پہنچے" کے الفاظ سے میں اسی وقت یہ بات سمجھا۔ کہ ایک آفتاب تو خود حضور ہیں۔ اور دوسرے آفتاب کے لئے منتظر تھا۔ جب حضور نے ہوشیار پور سے پسر موعود کا اشتہار دیا۔ تو اسوقت مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ دوسرا آفتاب یہی ہے اور اس کو میں بخوبی دیکھونگا۔ سو الحمد للہ کہ میں نے یہ دوسرا آفتاب بھی دیکھ لیا۔ جو حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہیں ۱۲

اچھی حالت یا والدین مراد ہیں۔ یا اکابر دین جن سے فایدہ دین کا پہنچے۔ بہرحال یہ خواب اچھی ہے
آپ کی تیسری خواب بھی اچھی ہے۔ اور عاجز دُعا سے غافل نہیں ہے۔ والسّلام
خاکسار غلام احمد۔ یکم نومبر ۱۸۸۴ء

۴ (پوسٹ کارڈ) ازطرف خاکسار غلام احمد باخویم میاں عبد اللہ صاحب
بعد سلام مسنون۔ یہ عاجز اب تک بیمار رہا ہے۔ اور اب بھی طبیعت درست نہیں۔ اس لئے
تحریر جواب سے مجبور رہتا ہے۔ طاقت تحریر جواب نہیں ہے۔ والسّلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۴؍ دسمبر ۱۸۸۴ء بحافظ رحمۃ اللہ صاحب سلام مسنون پہنچے۔

۵ (دستی خط بنام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو اسوقت لاہور میں رہتے تھے۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت اخویم مکرم مولوی صاحب۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مسودہ خط شکستہ* آمخدوم جو محمد شاہ نام ایک شخص نے مجھکو دیا ہے۔ مجھ سے اچھی طرح پڑھا نہیں گیا ہے۔ دوسرا مسودہ جو شمس الدین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے پڑھ لیا ہے۔ اس عاجز نے محض اتمام حجت کی غرض سے یہ قصد کیا ہے۔ بعد اجرائے نوٹس اگر کوئی مقابلہ کے لئے آیا یا نہ آیا۔ بہرحال اتمام حجت ہے۔ اور احدی الحسنیین سے خالی نہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ عمر کا اعتبار نہیں۔ جسقدر جلدی ہو بہتر ہے اخیر خط میں یہ عبارت ضرور چاہیئے۔ کہ اگر کوئی شخص آنے کا ارادہ کرے تو اول بذریعہ درخواست اپنے ارادہ سے مطلع کرے۔ میاں عبد اللہ پٹواری جو اس کام کیلئے گئے ہوئے ہیں انکو آپ فہمایش کردیں۔ کہ دو ہزار اشتہار انگریزی لیکر قادیان میں آجائیں۔ اور خطوط بعد میں پہنچ جائینگے۔ ان کا زیادہ توقف کرنا کچھ ضروری نہیں والسّلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۹؍ فروری ۱۸۸۵ء

* جس اشتہار کا اس خط میں ذکر ہے یہ وہ اشتہار ہے۔ جو سرمہ چشم آریہ۔ وشحنہ حق وآئینہ کمالات اسلام۔ وبرکات الدعا کے اخیر میں بھی لگا کر شایع کیا گیا تھا۔ اور جس کے ایک صفحہ پر اردو مضمون متعلق براہین احمدیہ ودعوے ماموریت ومجددیت ہے اور دوسرے صفحہ پر اسی اردو مضمون کا انگریزی میں ترجمہ ہے۔ اور جس خط کا اس میں ذکر ہے یہ وہ خط ہے۔ جو اشتہار مذکور کے ساتھ حضور نے مختلف مذاہب کے لیڈروں اور پیشواؤں کے نام رجسٹر ڈکراکر بھیجا تھا۔ اور جس میں دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کے لئے بغرض نشان دیکھنے کے یہاں آکر رہنے والے غیر مذہب کے ممتاز لوگوں کو دینے کا ذکر ہے۔ ۱۲

۶ - (پوسٹ کارڈ) مشفقی مکرمی میاں عبد اللہ صاحب -
بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ چونکہ خطوط کے چھپنے میں ابھی دیر ہے - اسلئے مناسب ہے۔ کہ آپ دو ہزار اشتہار انگریزی لیکر قادیان چلے آویں - اور جس روز یہ خط پہنچے - اُسی روز روانہ ہو آویں - کہ میاں فتح محمد خاں انبالہ کیطرف جائینگے - اور اسی انتظار میں بیٹھے ہیں - مگر توقف نہ ہو فی الفور چلے آویں - اور دو ہزار اشتہار لے آویں - والسّلام -

خاکسار غلام احمد از قادیان

نوٹ - یہ خط بھی حضور نے ۹ رفروری ۱۸۸۵ء کو ہی لکھکر مولوی عبد اللہ صاحب کے نام ارسال فرمایا تھا - جو ۱۰ رفروری کو لاہور میں پہنچا - جیسا کہ ڈاک خانہ کی مُہر سے بھی ثابت ہوتا ہے -

۷ - (پوسٹ کارڈ) یکم مارچ ۱۸۸۵ء - از عاجز غلام احمد بعد سلام مسنون - مناسب ہے کہ آپ جلد تر کچھ خطوط مطبوعہ ساتھ لیکر (اگر سب کا لانا ممکن نہ ہو) آجائیں کہ بہت دیر مناسب نہیں اور بر وقت آنے کے اشیاء مفصلہ ذیل ساتھ لاویں - پان عمدہ - کاتھ - چونہ - تمباکو زرد جو پان میں کہاتے ہیں - مہندی - وسمہ - یہہ سب خرچ اور جو اپنے لئے ضرورت ہو - منشی الٰہی بخش* صاحب سے لے لیں - اور کل خرچ کا حساب ساتھ لے آویں - اگر تین روز اور ٹہیر کر کام ہو سکتا ہو تو ٹہیر جاویں - ورنہ آجائیں - بخدمت منشی الٰہی بخش صاحب سلام مسنون - خاکسار غلام احمد -

۸ - (دستی خط) بنام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد -

بخدمت اخویم مخدوم ومکرم مولوی صاحب - بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ آنمخدوم پہنچا - اگرچہ ڈمی کاغذ کی کتابیں اب شاید تین چار باقی ہیں - اور اندر میں بہت ضایع ہو گئیں - لیکن آپکی تاکید کے لحاظ سے بھیجی جاتی ہیں - طبیعت اس عاجز کی بدستور ہے - چونکہ اس جگہ مہمانوں کی اسقدر کثرت ہے - کہ اکثر وقت انکی ملاقات میں خرچ ہوتا ہے - اس لئے یہ عاجز تردد میں ہے - کہ ترتیب وتالیف حصہ پنجم کے لئے کس طرح فرصت نکالی جائے - بارہا یہ دل میں گذرتا ہے - کہ کسی ایسی طرف چلا جائے - کہ جس میں کوئی پرسان نہ ہو - تا خاطر خواہ فراغت سے محنت اور کوشش کیجائے - مگر ابھی تک کوئی جگہ قایم نہیں ہوئی - آپنے جس قدر سعی اور

* - مصنف عصائے موسے -

توجہ کی ہے۔ اِس کے صلہ میں رسمی شکر گذاریوں سے در گذر کرکے یہ چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مولا کریم عزاسمہ وجل شانہ آپکی اس خدمت کو اپنی رضامندی اور خوشنودی کا موجب کرے۔ کہ انسان کے لئے یہ بڑی مہم عظیم ہے۔ کہ اس کا مالک اس پر راضی ہو جائے۔ یہی فوزٌ عظیم ہے۔ جسکو بذریعہ مخلصانہ عملوں کے طلب کرنا چاہیئے۔ خدا ہمکو اور آپ کو اس سے متمتع فرماوے۔

والسّلام۔ خاکسار غلام احمد۔

۹۔ (پوسٹ کارڈ) السّلام علیکم۔ میری دانست میں اشاعتِ ہدایت کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۲ر دسمبر ۸۵ء

نوٹ۔ جس رات نہایت کثرت کے ساتھ ستارے ٹوٹے تھے۔ انکو دیکھ کر مولوی عبداللہ صاحب نے حضور کیخدمت میں بذریعہ عریضہ انکے متعلق استفسار کیا تھا۔ جسکے جواب میں حضور نے یہ نوازش نامہ مولوی صاحب موصوف کو لکھا۔

۱۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ مشفقی میاں عبداللہ صاحب۔ بعد سلام مسنون۔ مَیں نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ چونکہ کام ابھی دس پندرہ روز کا معلوم ہوتا ہے۔ اس قدر عرصہ تک آپکا امرتسر میں ٹھیرنا بے فائدہ ہے۔ سو بالفعل واپس چلے آویں۔ اور مفصلہ ذیل چیزیں خرید کرلے آویں۔ پھولیل عمدہ۔ انگریزی چونہ درز عمارت مسجد بند کرنیکی ۲ ببیہ تیل مٹی برف۔ انار عمدہ شیریں۔ اگر انار عمدہ ملیں۔ تو تین ۳ انار لیتے آنا۔ ورنہ خیر۔ اور آج تنخواہ تیس ۳۰ بیس ۲۰ روپیہ منشی امام الدین صاحب کو بھیجے گئے ہیں۔ اگر دو تین روپیہ کی ضرورت ہو۔ تو ان سے لے لینا۔ اور ببیہ تیل مٹی بٹالہ میں برمکان مولوی غلام علی صاحب جو ذیل گھر میں رہتے ہیں۔ چھوڑ آنا۔ یہاں سے کوئی آتا لے آئے گا۔

غلام احمد عفی عنہ (تاریخ مہر ڈاک خانہ قادیان ۲۷ر جولائی ۸۶ء)

نوٹ۔ منشی امام الدین صاحب حضور کے کاپی نویس تھے۔ جنکی تنخواہ بیس ۲۰ روپیہ ماہوار حضور کی طرف سے مقرر تھی۔ اس طرح پر کہ جب ضرورت ہوتی تو اُسے امرتسر سے یہاں بُلالیا جاتا تھا۔ اور بُلانے پر آجاتا۔ معاہدہ کے رو سے اس کا فرض ہوتا تھا۔ معاہدہ یہ تھا۔ کہ جب تک یہاں رہکر کام کرے بیس ۲۰ روپیہ ماہوار اور کھانا اسے دیا جایا کرے گا۔

۱۱۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

اخویم مکرم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ مَیں اس وقت بوجہ کثرت کار اسقدر کم فرصت ہوں۔ کہ بیان نہیں کرسکتا۔ تمہارے لئے کئی دفعہ دُعا کروں گا۔ کہ اللہ جل شانہ مشکل پیش آمدہ سے مخلصی عطا فرماوے۔ بخدمت مولوی* صاحب سلام مسنون کہہ دیں۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۶ء از قادیان۔

نوٹ* ۔ مولوی محمد یوسف صاحب۔ جو مولوی عبداللہ صاحب کے ماموں تھے۔

۱۲۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مناسب ہے۔ کہ چند روز یا اگر فرصت ہو۔ تو ایک دو ماہ کیلئے اسجگہ آجاؤ تا تبدیل* خیال ہو۔ اللہ جل شانہ کو ہر ایک کام میں اسرار اور مصالح ہیں۔ بہشت کے وارث وہی متقی ہیں۔ جو دنیا کا دوزخ اپنے لئے قبول کرلیتے ہیں۔ خدا راضی کن۔ تا جہاں از تو راضی شود۔ والسّلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ

بخدمت مولوی محمد یوسف صاحب سلام مسنون۔ (تاریخ مہر ڈاکخانہ قادیان ۸ فروری ۱۸۸۷ء)

نوٹ۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میرا ایک خاص جگہ پر نکاح ثانی کا ارادہ تہا۔ جسکے لئے میں کوشش کررہا تھا۔ چونکہ اس لڑکی کا والد حضرت اقدس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا معتقد تہا۔ اسلئے حضور نے بھی اسکے لئے بہت کوشش کی۔ اور لڑکی کے والد کو خود حضور نے بڑے زور سے کہا۔ اور جو جو عذر وہ پیش کرتا رہا۔ ان سب کی حضور نے تردید کی۔ اور آخر یہاں تک فرمادیا۔ کہ ان سب باتوں کا مجھے آپ ضامن سمجھیں۔ مگر اُس نے اپنی بیوی کی ناراضگی کا عذر کرکے صاف انکار کردیا۔ جسپر حضور فرماتے تھے۔ کہ مجھے بہت رنج ہوُا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ تا زیست اسکی شکل نہ دیکھوں۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوُا۔ اور اس کے بعد اسے حضور کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ جب حضور نے مجھے اس گفتگو کا واقعہ سنایا۔ تو فرمایا۔ کہ یہ کہتا ہے۔ کہ میرا خدا اور میرا رسول اور میرا پیر میری بیوی ہے۔ جس جگہ وہ کہیگی۔ وہاں کرونگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نے نکاح ثانی کے بارہ میں اللہ تعالےٰ اور رسول کریم

صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو ایک سے زیادہ نکاح کے متعلق ہے۔ اسے سنایا۔ اور نیز اسی خود
بھی اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔ جسے اسنے اپنی بیوی کی وجہ سے ڈر کر صاف انکار کر دیا۔
حضور کی اس کوشش سے قبل جب حضور نے اس بات کے لئے دُعا فرمائی تہی۔ تو حضور
کو اس بارہ میں یہ تین الہام ہوئے تھے۔ (۱) ”ناکامی“ (۲) ”اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔
(۳) ”فصبرٌ جمیل“۔ ہاں اس سے قبل حضور نے اس رشتہ کے لئے اس شخص کو خط لکھا تہا۔
جسکے بعد حضور کو الہام ہوا۔ ”ناکامی“ پھر بعد والے اور اس الہامی اطلاع کے بعد اس شخص
کی طرف سے بھی نفی میں جواب آ گیا۔ جسپر مجھے بہت گھبراہٹ ہوئی۔ اور اس رشتہ سے نومید
ہو گیا۔ اور حضور کیخدمت میں بہی عرض کیا۔ کہ اب کوشش بے فائدہ ہے۔ کیونکہ نہ صرف اُن کی
طرف سے انکار ہوا ہے۔ بلکہ الہام کے ذریعہ سے بہی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اس میں کامیابی نہیں
ہو سکتی۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ نہیں ہم کوشش نہیں چہوڑتے۔ بلکہ اب ہم خود اسے کہینگے۔ اور
فرمایا۔ کہ جو تجویزیں اور تدبیریں ہمنے اختیار کی تہیں۔ اُن میں بہی ناکامی ہو چکی ہے۔ اور ممکن ہے
کہ کسی اور طریق سے اللہ تعالےٰ ہمیں کامیاب کر دے۔ کیونکہ کل یوم ھو فی شان۔ ہر دن اس
کی نرالی شان ہوتی ہے۔ اس سے چند روز بعد حسن اتفاق سے ایک جگہ پر حضور کیخدمت میں حاضر
ہوا۔ حضور عشاء کی نماز کے بعد چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور چند معزز خدام بھی حاضر خدمت
تھے۔ جن میں وہ شخص بہی تہا۔ حضور نے ان احباب سے فرما دیا تہا۔ کہ اب آپ لوگ آرام کریں۔
ہمیں ان سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ وہ لوگ اُٹھکر چلے گئے۔ اور وہ شخص اُٹھکر حضور کے پاؤں
دبانے لگ گیا۔ پیشتر اس سے کہ حضور کے ساتھ گفتگو شروع کرتے۔ کشف میں حضور نے دیکھا
کہ اس شخص نے حضور کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر دست (اسہال) پھر دیا۔ اور پھر کشف ہی میں
حضور نے دیکھا۔ کہ اس کی دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کٹ گئی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ
جب مجھے یہ کشف ہوا۔ تو میں اسوقت سمجھ گیا تہا۔ کہ اس معاملہ میں مجھے نہایت گندہ جواب
دے گا۔ چنانچہ اس نے حضور کو ایسے ہی جواب دئے۔ جو اس نوٹ کے شروع میں درج کئے جا
چکے ہیں۔ اس نشان کیطرف حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں میرا ذکر کر کے اشارہ فرمایا ہے۔
اس کے بعد اس نے اپنی اس لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ جس سے مجھے از سر نو پریشانی

ہوئی۔ اس بات کی حضور کو اطلاع پہنچگئی۔ جسپر حضور نے یہ خط ۱۲ لکھکر مجھے اپنے پاس بُلالیا جب اس نے اُس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ تو اس کے بعد یہ واقعات اسکو پیش آئے کہ پہلے اس کا سب سے بڑا اور نوجوان لڑکا مر گیا۔ جسکا اسے بہت ہی صدمہ پہنچا۔ اسکے بعد اس کا پوتا چھوٹی عمر کا جو اسے بہت ہی عزیز تہا۔ مر گیا۔ اسکے بعد اس کا دوسرا نوجوان لڑکا مر گیا۔ اسکے بعد اسکی اسی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اور ان سب کے واقعات وفات دیکھکر آخر وہ خود بھی مر گیا اور اسکے مرنے کے بعد اسکی اس لڑکی کا خاوند بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑ کر مر گیا۔ اور وہ لڑکی بیوہ ہو گئی۔

میری دوسری شادی اس شخص کی زندگی میں ہی حضور نے ایک جگہ کرادی تھی۔ جو فریقین کے لئے بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مبارک ثابت ہوئی۔ جب اُس نے اس بات کو مشاہدہ کر لیا اور نیز اُسپر مذکورہ بالا صدمات آئے۔ تو وہ اپنے انکار پر بہت پچتایا۔ اور مجھے کہا۔ کہ آپ بذریعہ خط حضرتِ اقدس کے پاس میرے لئے سفارش کریں۔ کہ حضور مجھے معافی دیدیں۔ اور میری بیعت منظور فرمادیں۔ چنانچہ مینے حضور کیخدمت میں اُسکی معافی اور بیعت کیلئے خط لکھدیا۔ حضور نے اُس کی بیعت منظور فرمالی۔

۱۳۔ (پوسٹ کارڈ) مشفقی مکرمی میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔

بعد سلام مسنون۔ آپ بواپسی ڈاک یہ تحریر فرماویں۔ کہ آپکے ضروری کام کسقدر عرصہ تک ختم ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کا حرج نہ ہو۔ تو بہتر ہے۔ کہ یکم اکتوبر ۱۸۸۷ء تک ضرور اسجگہ پہنچ جائیں اور اگر کچھ حرج ہو۔ تو اطلاع بخشیں۔ والسلام۔ بخدمت مکرمی مولوی و نیز حکیم صاحب سلام مسنون پہنچے۔

خاکسار غلام احمد۔ ۱۱ر ستمبر ۱۸۸۷ء

۱۴۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلّے۔ مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالےٰ۔ بعد سلام مسنون۔ اب کام بہت قریب ہے۔ آپکو اگر فرصت ہو۔ اور کسی قسم کا حرج قلیل یا کثیر نہو۔ تو آنا چاہیئے۔ اور اگر حرج ہو۔ تو اطلاع دینا چاہیئے۔ جواب سے جلدی مطلع کریں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد۔ از قادیان

۲۶ر ستمبر ۱۸۸۷ء

۱۵- (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی - مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپکے تفرقہ اور واقعہ وفات آپکی دادی صاحبہ سے بہت حزن وغم ہوا - خدا تعالیٰ آپکو تسلی بخشے - مَیں تم پر بہت راضی ہوں - اور جانتا ہوں - کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے دل میں اخلاص اور محبت بھری ہوئی ہے - اور لوگوں کے بگڑنے اور بدظن ہو جانے سے مجھے اندیشہ نہیں - بلکہ راحت ہے - خس کم جہاں پاک - مَیں مخلوق پرست نہیں ہوں - کہ مخلوق کی دوستی یا دشمنی پر نظر رکھوں - زیادہ خیریت ہے والسلام -

خاکسار غلام احمد - ۲۸ / اکتوبر ۱۸۸۷ء

۱۶- (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم -

مشفقی مکرمی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ اللہ تعالے -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ پہنچا - بشیر احمد سخت * ہو گیا تھا - یہاں تک کہ تین مرتبہ اسیر ایسی نوبت آئی - کہ معلوم ہوتا تھا - کہ گویا آخری دم ہے - مگر اب بفضلہ تعالیٰ بہت آرام ہے - میاں اسمٰعیل کے وفات فرزند محل غم واندوہ ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون - اسمٰعیل بیچارہ پر بڑا صدمہ ہوا - خدا تعالیٰ اسے صبر بخشے - مینے ایک اشتہار آپکی خدمت میں بھیجا تھا - یقین کہ پہنچ گیا ہو گا - ہمیشہ خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہیں والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان - ۱۱ / اگست ۱۸۸۸ء

۱۷- (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی

مشفقی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ - کل کی ڈاک میں آپکا خط پہنچکر موجب خوشی وخرمی ہوا - مَیں آپ کے اخلاص اور محبت سے شکر گذار ہوں - جزاکم اللہ خیراً - آج چند اشتہار بھیجے جاتے ہیں - اور سب طرح سے خیریت ہے - بشیر احمد بفضلہ تعالے صحیح وتندرست ہے - گویا نئے سرے اللہ تعالیٰ نے اسکے قالب میں جان ڈالی ہے - مولوی محمد یوسف صاحب و دیگر احباب کو السلام علیکم

خاکسار غلام احمد از قادیان - ۲۳ / اگست ۱۸۸۸ء

* - یہاں پر "بیمار" کا لفظ اصل خط سے ہی رہ گیا ہوا ہے - اسلئے یہاں جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے ۱۲

۱۸- (رجسٹرڈ پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلے

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مخدوم و مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ آپکا لفظ لفظ قوۃ ایمانی پر شاہد ناطق ہے۔ عادۃ اللہ قدیم سے جاری ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بغیر آزمایش کے نہیں چھوڑتا۔ اور ایسے ایمان کو قبول نہیں کرتا۔ جو آزمایش سے پہلے انسان رکھتا ہے اگر بشیر احمد کی وفات میں ایک عظیم الشان حکمت نہ ہوتی۔ تو خدا تعالےٰ ایسا رحیم و کریم تھا۔ کہ اگر بشیر عظم رمیم ہی ہوتا۔ تب بھی اُسکو زندہ کر دیتا۔ مگر اللہ جل شانہ نے یہی چاہا۔ تا اسکے وہ سب کام پورے ہوں۔ جن کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ بشیر احمد کی وفات کا حادثہ ایسا امر نہیں ہے۔ کہ جو ایک صفا باطن اور دانا انسان کی ٹھوکر کھانے کا باعث ہو سکے۔ جب بشیر پیدا ہوا۔ تو اسکی پیدایش کے بعد صدہا خطوط پنجاب اور ہندوستان سے اس مضمون کے پہنچے۔ کہ آیا یہ وہی لڑکا ہے۔ جسکے ہاتھ پر لوگ ہدایت پاوینگے۔ تو سب کو یہی جواب دیا گیا۔ کہ اس بارہ میں صفائی سے ابتک کوئی الہام نہیں ہوا۔ ہاں گمان غالب ہے۔ کہ یہی ہو۔ کیونکہ اسکی ذاتی بزرگی الہامات میں بیان کی گئی ہے۔ ایسے جوابات کی یہ بھی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس پسر متوفی کے استعدادی کمالات اس عاجز پر کھول دئیے تھے۔ اور اس بنا پر قیاسی طور پر گمان کیا گیا تھا۔ کہ غالباً یہی مصلح موعود ہے۔ کیونکہ ذاتی استعداد اور مقدس اور مطہر ہونے کی حالت جو اس کی پیدایش کے بعد الہامات میں بیان کی گئی۔ وہ مصلح موعود کے برابر بلکہ اس سے کہیں بڑھکر تھی۔ مگر پیدایش کے بعد کوئی ایسا الہام نہیں ہوا۔ کہ یہی مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے۔ اور اسی تصفیہ کی غرض سے سراج منیر کے چھاپنے میں توقف در توقف ہوتی گئی۔

الہامات جو اس پسر متوفی کی نسبت اسکی پیدایش کے بعد ہوئے ان سے خود متر شح ہوتا ہے۔ کہ وہ خلق اللہ کے لئے ایک ابتلائے عظیم کا موجب ہوگا۔ جیسا کہ یہ الہام۔ انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا۔ کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق۔ پس اس الہام میں صاف فرما دیا۔ کہ وہ ابر رحمت ہے۔ مگر اس میں تاریکی ہے۔ اس تاریکی سے وہی آزمایش

کی تاریکی مراد ہے۔ جو لوگوں کو اس کی موت سے پیش آئی۔ اور ایسے سخت ابتلا میں پڑ گئے۔ جو ظلمات کی طرح تہا۔ یہ سچ ہے۔ اور بالکل سچ۔ کہ یہ عاجز اجتہادی غلطی سے اس خیال میں پڑ گیا تہا۔ کہ غالباً یہ لڑکا مصلح موعود ہوگا۔ جس کی صفائی باطن اور روشنی استعداد اور تطہر اور پاکیزگی کی اس قدر تعریف کیگئی ہے۔ مگر اجتہادی غلطی کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ نفس الہام پر کوئی دھبہ لگا سکے۔ ایسی غلطیاں اپنے مکاشفات کے سمجھنے میں نبیوں سے بھی ہوتی رہی ہیں۔ باایں‌ہمہ جب لوگ پوچھتے رہے۔ کہ کیا یہ لڑکا مصلح موعود ہے۔ تو انکو یہی جواب دیا گیا۔ کہ ہنوز یہ امر قیاسی ہے۔ چونکہ خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا تہا۔ کہ لوگوں کو ایک ابتلائے عظیم میں ڈالے۔ اور سچوں اور کچوں میں فرق کرکے دکہلا دے۔ اس وجہ سے یہ عاجز کہ ایک ضعیف بشر ہے۔ اس ارادہ کا مغلوب ہو گیا۔ اور یوں ہوا۔ کہ اس لڑکے کی پیدایش کے بعد اس کی طہارت باطنی اور صفائی استعداد کی تعریفیں الہام میں بیان کی گئیں۔ اور پاک نور اللہ اور ید اللہ اور مقدس اور بشیر اور خدا با ماست۔ اس کا نام رکہا گیا۔ سو ان الہامات نے یہ خیالات پیدا کئے کہ غالباً یہ وہی مصلح موعود ہوگا۔ مگر پیچہے سے کھل گیا۔ کہ یہ مصلح موعود نہ تہا۔ مگر مصلح موعود کا بشیر تہا۔ اور روشنی فطرتی اور کمالات استعدادیہ میں بہت بڑہا ہوا تہا اور وہ ہزاروں مومنوں کیلئے جو اس کی موت کے غم میں شریک ہوئے۔ بطور فرط کے ہوگا۔ پس یہ نہیں کہ وہ بیفائدہ آیا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے ظاہر کر دیا۔ کہ اس کی موت عظیم الشان ابتلا کا ایک بہاری حملہ تہا۔ وہ انکو جو اس حملہ کی برداشت کر گئے۔ عنقریب ایک تازہ زندگی بخشے گی۔ اور اپنی حالت میں وہ ترقی کر جائینگے۔ یہ بشیر درحقیقت ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا۔ اور اس کی موت ان سچے مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ جنکو اسکے مرنے پر محض للہ غم ہوا۔ یہانتک کہ بعض* نے کہا۔ کہ اگر ہماری ساری اولاد مر جاتی۔ اور بشیر جیتا رہتا۔ تو ہمیں کچھ رنج نہ تہا۔ پس کیا ایسے لوگوں کے گناہوں کا وہ کفارہ نہ ہوگا۔ کیا یسوں کے لئے وہ پاک اور معصوم شفیع نہیں ٹھیریگا ضرور ٹھیریگا۔ اور اس کی موت نے ایسے مومنوں کو زندگی بخشی ہے۔ غرض وہ مومنوں اور ثابت قدموں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے۔ ایک ربانی بشیر تہا۔

* میاں محمد خاں صاحب کپورتھلہ ۔ ۱۲

اللہ جل شانہ کے انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کیلئے کئی طریقے ہیں۔ سو بشیر کی موت مومنوں کو برکت دینے کے لئے ان طریقوں میں سے ایک عمدہ طریقہ ہے۔ گو کوئی شخص اس عاجز پر اعتقاد رکھے یا نہ رکھے۔ اور اس ضعیف کو ملہم سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر بشیر کی موت سے اگر محض للہ اسکو غم پہنچا ہے۔ تو بلاشبہ وہ اسکے لئے فرط اور شفیع ہوگا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیشگوئی سمجھی گئی تھی۔ درحقیقت وہ ۲ لڑکوں کی بابت پیشگوئی تھی۔ یعنی اشتہار مذکور کی پہلی یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دیگئی ہے۔ وہ رجس سے (یعنے گناہ سے) پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے مبارک ہے۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت اس پسر متوفی کے حق میں ہے۔ اور مہمان کا لفظ جو اسکے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ اس کی چند روزہ زندگی کیطرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے۔ جو چند روز رہکر چلا جاوے۔ اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کیطرف اشارہ ہے۔ اور اخیر تک اسی کی توقف ہے۔ چنانچہ آپ کو اور احباب کو معلوم ہے کہ بشیر کی موت سے پہلے ۱۰ر جولائی ۱۸۸۷ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی شائع ہو چکی ہے۔ کہ ایک اور لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ جو اولوالعزم ہوگا اور ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں وہ فقرہ الہامی کہ انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے۔ یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور بشیر کی موت سے پہلے جب آپ قادیان میں ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ تو زبانی بھی اس آنے والے لڑکے کے بارے میں آپ کو الہام سنا دیا گیا۔ یعنے یہ کہ ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ یخلق ما یشاء وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ سو الہام الہی نے پہلے سے ظاہر کر دیا۔ کہ لڑکا ایک نہیں۔ بلکہ دو ہیں۔ ہاں کسی مدت تک یہی اجتہادا غلطی رہی کہ لڑکا ایک ہی سمجھا گیا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی جو لڑکے کی بابت تھی۔ وہ درحقیقت دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں بشیر کی موت سے پہلے خود الہام نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔ اگر الہام اس غلطی کو بشیر کی موت سے پہلے رفع نہ کرتا۔ تو ایک غبی کو شبہات پیدا ہونے ممکن تھے۔ مگر اب

کوئی گنجائش شبہ کی نہیں۔ حضرت مسیح نے اجتہادی طور پر بعض اپنی پیشگوئیوں کو ایسے طور سے سمجھ لیا تہا۔ کہ اس طور سے وقوع میں نہیں آئیں۔ اور حضرات حواریاں بہی جو عیسائیوں کے نبی کہلاتے ہیں۔ کئی دفعہ پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کرتے رہے۔ حالانکہ ان غلطیوں سے ان کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اجتہادی غلطی جیسے کبھی علماؤں کو پیش آجاتی ہے۔ ایسے ہی علماء باطن کو بہی پیش آجاتی ہے۔ اور پاک دل آدمی ان امور سے ذرہ بہی متغیر نہیں ہوتے۔ خدا تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو ایسی حالت میں کب چہوڑتا ہے۔ اور اپنے انوار کو صرف اسی حد تک کب ختم کر دیتا ہے۔ بلکہ بعض وقت کی اجتہادی غلطی خلق اللہ کے لئے موجب نفع عظیم کی ہوئی ہے۔ اور جب فرستادہ الٰہی کی سچائی کی کرنیں چاروں طرف سے کھلنی شروع ہوتی ہیں۔ تب سالک کے لئے یہ اجتہادی غلطی ایک دقیق معرفت کا نکتہ معلوم ہوتا ہے۔ جس شخص کو خدا تعالےٰ سے کچھ غرض نہیں۔ اور معرفت الٰہی سے کچھ واسطہ نہیں۔ اور اسکا دین محض ہنسی اور ٹھٹھا ہے۔ اور اس کا مبلغ علم صرف موٹی باتوں اور سطحی خیالات تک محدود ہے۔ ایسے شخص کی نکتہ چینی اور اعتراضات کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ وہ حباب کی طرح جلد گم ہو جاتے ہیں اور نور حقانیت اور برہان صداقت جب پورا پورا اپنا پرتو دکہلاتے ہیں۔ تو ایسے ظلمانی اعتراضات کہ ایک غبی اور مردہ دل کے مونھ سے نکلتے ہیں۔ ساتھ ہی ایسے معدوم ہو جاتے ہیں۔ کہ گویا وہ کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے۔ محجوب لوگ جیسے خدا تعالےٰ کو شناخت نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی اسکے خالص بندوں کی شناخت سے قاصر ہیں۔ اور ایسوں کو اپنے ایمان اور اپنی معرفت کے پورا کرنے کی پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ وہ کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ کہ ہم دنیا میں کیوں آئے۔ اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے۔ جسکو ہمیں حاصل کرنا چاہیئے۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر مذہب کے پابند رہتے ہیں۔ اور صرف رسمی جوش سے قوم کے حامی یا مذہب کے ریفارمر بن بیٹھتے ہیں۔ وہ کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کرتے۔ کہ سچا یقین حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ اور کبھی اپنی حالت کو نہیں ٹٹولتے۔ کہ وہ کیسے سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے۔ اور تعجب یہ کہ وہ آپ تو حق کے بہوکے اور پیاسے نہیں ہوتے۔ باایں ہمہ یہ مرض ایسی طبیعت ثانی کا حکم ان میں پیدا کر لیتی ہے۔ کہ وہ اسی مرض کو صحت سمجھتے ہیں۔ اور ایسا

اُس کی تائید میں زور دیتے ہیں۔ کہ اگر ممکن ہو۔ تو برگزیدوں کو بھی اپنی اس حالت کیطرف کھینچ لاویں۔ سوالیسوں کے اعتراضات کچھ چیز نہیں۔ ہمارے نزدیک اگر وہ مسلمان بہی کہلاویں بلکہ مولوی اور فاضل عالم کے نام سے موسوم کئے جائیں تب بھی انکا ایمان ایک ایسی حقیر چیز ہے۔ جس سے ہر ایک طالب عالی ہمت بالطبع متنفر ہوگا۔ ہم ایسے لوگوں سے جھگڑنا نہیں چاہتے۔ اور ان کا اور اپنا تصفیہ فیصلہ کے دن پر چھوڑتے ہیں۔ اور لَکُمْ دِینُکُم وَلِیَ دِین کہکر انکو رخصت کرتے ہیں۔

یہ بالکل سچ اور سراسر سچ ہے۔ کہ سچا رجوع اور سچا یقین بجز سچی معرفت کے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ بالکل غیر ممکن ہے۔ یہ کام مجرد عقلی دلایل سے ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ وہ اتم اور اکمل مرتبۂ معرفت جو مدار نجات ہے۔ فقط عقلی دلایل سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فقط عقلی طور پر اپنے خصم کو ساکت کرنا ایک ناقص اور ناتمام فتح ہے۔ ہمیشہ حقیقی فائدہ خلق اللہ کے ایمان کو اکابر کی برکاتِ روحانیہ سے ہوتا رہا ہے۔ اور اگر کبھی انکی کوئی پیشگوئی کسی کے ٹھوکر کہانے کا موجب ہوئی بھی۔ تو دراصل خود اسی کا قصور تہا۔ جسنے بوجہ قلتِ معرفت عادۃ اللہ ٹھوکر کہائی۔ یہ بات ہر ایک وسیع المعلومات شخص پر ظاہر ہے کہ اپنے مکاشفات کے متعلق اکثر نبیوں سے بھی اجتہادی غلطیاں ہوئی ہیں۔ اور انکے شاگردوں سے بھی۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر نے بِضع کے لفظ کو جو آیت سیغلبون فی بضع سنین میں داخل ہے۔ تین برس میں محدود سمجھ لیا تہا۔ اور یہ غلطی تہی۔ جسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو متنبہ کیا۔ اور اسرائیلی نبیوں کی اجتہادی* غلطیاں تو خود ظاہر ہیں۔ جن سے عیسائی بھی انکار نہیں کر سکتے۔ پس کیا بمجرد

* بنی اسرائیل کے چارسو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی اور وہ غلط نکلی یعنے بجائے فتح کے شکست ہوئی۔ دیکھو سلاطین اول باب ۲۲ آیت ۱۹۔ مگر اس عاجز کی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں۔ الہام نے پیش از وقوع لڑکا پیدا ہونا ظاہر کیا۔ کہ جو انسان کے اختیار سے باہر تہا۔ سو لڑکا پیدا ہوگیا۔ اور الہام نے اس لڑکے کی ذاتی فضیلتیں تو بیان کیں۔ مگر کہیں نہیں بتلایا۔ کہ وہ ضرور بڑی عمر پائے گا۔ بلکہ یہ بتلایا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ہاں الہام نے پیش از وفاتِ بشیر یہ بہی کہولدیا کہ ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جسکا نام محمود ہے۔ دیکھو اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو اگر ابتدا میں دو لڑکوں کو ایک لڑکا سمجھا گیا۔ تو حقیقت میں یہ کچھ غلطی نہیں۔ کیونکہ اس غلطی کو پہلے لڑکے کی موجودگی میں ہی الہام نے رفع کر دیا۔ ۱۲

ظہور کسی اجتہادی غلطی کے ان پاک نبیوں کے وفادار اور روشن ضمیر پیرو انہیں یہ صلاح دے سکتے تھے۔ کہ آپ اپنے وعظ اور پند کو صرف عقلی طریق تک محدود رکھیں۔ اور دعوے نبوت اور پیشگوئیوں کے بیان کرنے سے دستکش ہو جائیں۔ کہ یہ حق کے طالبوں کیلئے فایدہ مند چیز نہیں۔ ان بزرگوں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ بمقابل ان روحانی برکات کے کہ جو خدا تعالے کے پاک نبیوں سے صادر ہوتی ہیں۔ ایک آدھ اجتہادی غلطی کوئی چیز نہیں۔ میں قطعاً و یقیناً کہتا ہوں۔ اور علے وجہ البصیرت کہتا ہوں۔ کہ مجرد عقلی دلایل کا ذخیرہ اس شیریں اور اطمینان بخش معرفت تک نہیں پہنچا سکتا۔ جس سے انسان بکلی خدا تعالیٰ کیطرف منجذب ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے لئے فقط آیات آسمانی و مکالمات ربانی ذریعہ ہیں۔ اس ذریعہ کو وہی مجنون الرحمن ڈھونڈتا ہے جو اپنے اندر سچی آگ تلاش کی پاتا ہے۔ اور اپنے تئیں رسمی ایمان پر اکتفا کر کے دہوکہ دینا نہیں چاہتا۔ فقط رسمی ایمان پر خوش ہونا ان لوگوں کا طریق ہے۔ جنکے دل محبت دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور جو کبھی دن کو یا رات کو اور چلتے یا پلنگ پر لیٹے ہوئے اپنے ایمان کی آزمایش نہیں کرتے۔ کہ کسقدر اس میں قوت ہے۔ اور زبان کی چالاکی اور شعلۂ منطق نے کہاں تک انکے دلوں کو منور کر کے سیدھی راہ پر لگا دیا ہے۔ اور کس درجہ تک جامِ یقین پلا کر محبتِ مولیٰ بخشدی ہے۔

شاید بعض لوگ میری تقریر مندرجہ بالا کو پڑھکر جو میںنے صفائی استعداد اور عالی فطرتی پسر متوفی کی بابت لکھا ہے۔ اس حیرت میں پڑینگے۔ کہ جو بچہ صغر سنی میں مرجائے اسکے علو استعداد کے کیا معنے ہیں۔ سو میں ان کی تسکین کے لئے کہتا ہوں۔ کہ کمال استعدادی اور پاک جوہری کے لئے زیادہ عمر پانا کچھ ضروری نہیں۔ اور یہ بات عند العقل بدیہی ہے۔ کہ بچوں کی استعدادات میں ضرور باہم تفاوت ہوتا ہی گو بعض ان میں سے مریں یا زندہ رہیں۔ وہ اندرونی قوتیں اور طاقتیں جو انسان اس مسافر خانہ میں ساتھ لاتا ہے۔ وہ بچوں میں کبھی برابر نہیں ہوئیں۔ ایک بچہ دیوانہ سا اور غبی معلوم ہوتا ہے۔ اور منہ سے رال ٹپکتی ہے اور ایک ہوشیار دکھائی دیتا ہے

بعض بچے جو کسی قدر عمر پاتے ہیں۔ اور مکتب میں پڑھتے ہیں۔ نہایت ذہین اور فہیم معلوم ہوتے ہیں۔ مگر عمر وفا نہیں کرتی۔ اور صغر سنی میں مرجاتے ہیں۔ پس تفاوت استعدادات میں کسکو انکار ہوسکتا ہے۔ اور جس حالت میں صدہا بچے فہیم اور ذہین اور ہوشیار مرتے نظر آتے ہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ کمالات استعدادیہ کیلئے عمر طبعی تک پہنچنا ایک ضروری امر ہے سیدنا مولٰنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ابراھیم اپنے لخت جگر کی نسبت بیان کرنا کہ اگر وہ جیتا رہتا۔ تو صدیق یا نبی ہوتا۔ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ سو اسی طرح خدائے عزوجل نے مجھپر کھولدیا ہے۔ کہ بشیر جو فوت ہوگیا ہے۔ کمالات استعدادیہ میں اعلےٰ درجہ کا تہا۔ اور اسکے استعدادی کمالات دوسرے عالم میں نشو ونما پائینگے۔ قصیر العمر ہونا اسکے علو جوہر کیلئے مضر نہیں۔ بلکہ اُس کا پاک آنا اور پاک جانا اور گناہ سے بکلی معصوم رہنا اسکے شرف پر ایک بدیہی دلیل ہے۔ اور جیسا کہ الہام نے بتلایا تہا۔ کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اور وہ گناہ سے پاک ہے۔ ایسا ہی وُہ مہمان کی طرح چند روز رہکر پاکی اور معصومیت کی حالت میں اٹھایا گیا اور موت کے وقت بطور خارق عادت اس کا چہرہ چمکا۔ اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھیں بند کریں۔ اور سوگیا۔ یہی اُسکی موت تہی۔ جو معمولی موتوں سے دُور اور نہایت پاک وصاف تہی۔

اِسجگہ یہ بھی تحریر کے لایق ہے کہ اس کی موت سے اللہ جلشانہ نے پہلے اس عاجز کو پوری بصیرت بخشدی تھی۔ کہ یہ لڑکا اپنا کام کرچکا ہے۔ اور اب فوت ہوجائے گا۔ اسی وجہ سے اس کی موتنے اس عاجز کی قوتِ ایمانی کو بہت ترقی دی۔ اور آگے قدم بڑہایا۔ اس موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہُوا۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ قالوا تاللہ تفتؤ تذکر یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الھالکین شاھت الوجوہ فتول عنہم حتی حین۔ ان الصابرین یوفی اجرھم بغیر حساب۔ اب خدا تعالےٰ نے ان آیات میں صاف بتلادیا۔ کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمایش کے لئے ایک ضروری امر تہا۔ جو کچے تھے۔ وہ مصلح موعود کے ملنے سے نومید ہوگئے۔ اور اُنہوں نے کہا۔ کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا۔ یہانتک کہ قریب المرگ ہوجائیگا۔ یا مرجائیگا سو خدا تعالےٰ نے مجھے فرمایا کہ ایسوں سے اپنا منہ پہیر لے۔ جب تک وہ وقت پہنچ جائے اور بشیر کی موت

پر جو ثابت قدم رہے۔ اُنکے لئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔ یہ خدا تعالےٰ کے کام ہیں۔ اور کوتہ بینوں کی نظر میں حیرت ناک۔

کوتہ بین لوگ یہ بہی خیال نہیں کرتے کہ جس حالت میں اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی شایع کی گئی تہی۔ کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہونگے تو کیا یہ ضرور نہ تہا۔ کہ وہ پیشگوئی پوری ہوتی۔ فی الحقیقت بشیر کی خوردسالی کی اور اس کی موت نے ایک پیشگوئی کو پورا کیا۔ جو اُس کی موت سے تین سال پہلے کی گئی تہی۔ سو دانا کے لئے زیادہ معرفت کا یہ محل ہے نہ انکار و حیرت کا۔

اِس جگہ یہ بھی یاد رکہنا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے پسر متوفی کے اپنے الہام میں کئی نام رکہے۔ ان میں سے ایک بشیر اور ایک عمنوائیل اور ایک خدا با ماست و رحمت حق اور ایک ید اللہ بجلال و جمال ہے۔ اور اسکی تعریف میں ایک یہ الہام ہوا۔ کہ جاءك النور وھو افضل منك یعنے کمالات استعدادیہ میں وُہ تجہ سے افضل ہے۔ کیونکہ اس پسر متوفی کو اس آنے والے فرزند سے تعلقات شدید تھے۔ اور اسکے وجود کے لئے یہ بطور ارہاص تہا۔ اسلئے الہامی عبارت میں جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں درج تہی۔ ان دونوں کے ذکر کو ایسا مخلوط کیا گیا۔ کہ گویا ایک ہی ذکر ہے۔ ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکہا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ یہ وہی بشیر ہے جسکا دوسرا نام محمود ہے جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یخلق ما یشاء۔ یہی حقیقت حال ہے۔ جو مینے آپکے لئے لکہی۔ افوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد۔

الراقم
خاکسار غلام احمد از قادیان

(منقول از نسخہ منقولہ جو خود حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسّلام نے نقل کروا کر اسکے آخر میں خود دست مبارک سے حسب ذیل کلمات تحریر فرمائے۔) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔

السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مینے مناسب سمجہا۔ کہ ایک نقل جواب مولوی حکیم نور الدین صاحب آپکی خدمت میں روانہ کروں۔ سو بہیجتا ہوں۔ باقی خیریت ہے۔ ہمیشہ اپنے حال

خیریت مآل سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسّلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۸ر نومبر ۱۸۸۸ء

۱۹۔ (پوسٹ کارڈ) عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کی رؤیا انشاء اللہ القدیر نہایت عمدہ ہے۔ بہرحال جلد یا دیر سے اس کا ظہور ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ بینے رفع وساوس خام طبع لوگوں کے لئے چند اشتہار چھپوائے ہیں۔ امرتسر میں چھپ رہے ہیں جب آئیںگے۔ تو اشتہار بھیجا جائے گا۔ والسّلام

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۱۷ر دسمبر ۱۸۸۸ء

۲۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۹ر جمادی الاول کو میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جسکا نام بطور تفاؤل بشیر الدین احمد رکھا گیا بروز جمعہ اس کا عقیقہ ہے۔ اطلاعًا لکھا گیا۔

والسّلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۱۵ر جنوری ۱۸۸۹ء

۲۱۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا اخلاص نامہ پہنچا۔ چونکہ مجھے پہلے سے آپکے آنے کی بہت ضرورت ہے۔ اسلئے آپکی تحریر سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ امید کہ بلا توقف دوچار روز تک ہی آجائیں۔ یہ عاجز اکثر بیمار رہتا ہے لوگوں کے خطوط کا جواب بھی نہیں لکھا جاتا امید ہے۔ کہ آپ ہر ایک طرح کا کام محض للہ کر کے مجھے آرام پہنچائینگے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۲ر جنوری ۱۸۸۹ء

۲۲۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی۔

مشفقی محبی میاں عبد اللہ صاحب سلمہ تعالےٰ۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ خط کے پڑھنے کے بعد آپ کے لئے دُعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ آپکے تردّدات دور فرمائے۔ آمین۔ اور دین میں استقامت بخشے آمین روبحق ہونا صرف ایک ہی خیال سے پیدا ہو جاتا ہے۔ جلد جلد اپنے حالات خیریت سے مطلع

فرمایا کریں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۲ر جولائی ۱۸۸۹ء

۲۳۔ (پوسٹ کارڈ) ۲۲ر فروری ۱۸۹۰ء۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سنوری۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں سترہ روز سے لدھیانہ آیا ہوا ہوں۔ بمحلہ اقبال گنج اُترا ہوا ہوں۔ آپ کو اطلاع دی گئی تھی۔ مگر کمال افسوس کہ آپ کا خط تک نہیں آیا۔ ابھی میں ۴ر مارچ ۹۰ء تک اسی جگہ ہوں۔ اس لئے مکلف ہوں۔ کہ اپنی خیریت سے اطلاع دیں۔ اور اگر ایک دن کیلئے آجائیں۔ تو بہت خوب۔ ازطرف حامد علی اور حافظ نور احمد السلام علیکم۔

راقم غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج

۲۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرصہ دو ماہ سے یہ عاجز بیمار رہا ہے۔ پہلے دنوں میں بیماری کی ایسی شدت ہوئی تھی۔ بظاہر امید زندگی منقطع ہو چکی تھی۔ بلکہ خبر وفات مشہور ہو گئی تھی۔ اب بفضلہ تعالےٰ بہت کچھ آرام ہے۔ مگر تاہم ضعف و ناتوانی اسقدر ہے کہ خط لکھنا تو درکنار خط لکھوانا بھی مشکل ہے اور ہر طرف سے خط بکثرت آتے ہیں۔ آپ اگر براہ مہربانی اس وقت اپنے وعدہ کا ایفا فرماویں۔ یعنے ایک دو ماہ تک یہاں رہ جاویں۔ تو مجھکو بہت مدد ملیگی۔ اور آپ کو ثواب ہوگا۔ بخدمت مولوی محمد یوسف صاحب السلام علیکم۔ براہ مہربانی یہ خط جہاں میاں عبد اللہ صاحب ہوں۔ وہیں پہنچا دیں۔ والسّلام

مرسلہ مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۳۱ر مئی ۹۰ء

(یہ خط و نیز خطوط ۲۵ لغایت ۲۷ حضرت اقدس کے اپنے دست مبارک کے لکھے ہوئے نہیں مگر لفظ بہ لفظ لکھوائے ہوئے حضرت اقدس ہی کے ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم)

۲۵۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپکا خط پہنچا۔ چونکہ میں ایک عرصہ سے بیمار ہوں۔ اور بہت ناطاقت ہو گیا ہوں۔ اسلیئے مجھ سے خطوط کا جواب نہیں

لکھا جاتا۔ اگر آپ ایسے موقعہ پر دو مہینے کے لئے آجائیں۔ تو بہتر ہوگا۔ امید ہے کہ ہفتہ دو ہفتہ تک وصولی مالیہ سے فراغت ہو جائیگی۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسّلام

مرسلہ مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۳؍ جون ۱۸۹۰ء

۲۶ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپکا خط پہونچا۔ میری طبیعت بہ نسبت سابق رو بصحت ہے الحمد للہ آپ بعد وصول مالیہ اس جگہ آنے کا قصد کریں۔ عوضی مقرر کرا کر رخصت حاصل کریں۔ بعد وصولی مالیہ بہ تسکین تام رخصت لیکر آرام سے آجاویں جلدی نہ کریں۔ تاکہ حرج نہ ہو۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسّلام۔ مرسلہ مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۷؍ جون ۱۸۹۰ء

۲۷ ۔ (پوسٹ کارڈ) مرسلہ مرزا غلام احمد۔ قادیان۔ ۲۰ جون ۱۸۹۰ء

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہنچا۔ پہلے خط کا جواب دیا گیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ ایک دو مہینے کے واسطے بغرض تبدیل آب وہوا دس بارہ روز تک بمقام لدھیانہ جاؤنگا آپ کو اطلاع دیجاتی ہے۔ آپ بعد فراغت از کام و فرائض منصبی اپنے کے رخصت لیکر آرام سے آویں۔ والسّلام۔ (تاریخ روانگی از ڈاکخانہ قادیان ۲۱؍ جون ۱۸۹۰ء

۲۸ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مشفقی اخویم۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ عاجز بمقام لدھیانہ محلہ اقبال گنج۔ مکان شاہزادہ حیدر مقیم ہے۔ اسی جگہ پر آپ تشریف لاویں۔ بوجہ علالت وضعف زیادہ نہیں لکھہ سکا۔ والسّلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ از لدھیانہ۔ محلہ اقبال گنج ۱۵؍ جولائی ۱۸۹۰ء

۲۹ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مشفقی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ایک اور ضروری کام ہے آتے ہوئے ایک روپیہ کے چوزۂ مرغ یعنے ایسے مرغ جو کم عمر ہوں۔ چھ مہینہ سے زیادہ کے نہ ہوں۔ ضرور خرید کر کے لیتے آویں

اسجگہ سے وہ سب روپیہ انشاء اللہ دیا جائے گا۔ چار روپیہ کا روغن اور ایک روپیہ کے مرغ نوجوان کل پانچ روپیہ۔ والسّلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۶ رجولائی ۱۸۹۱ء از لدھیانہ محلہ اقبال گنج

۳۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ نہایت تعجب کا مقام ہے۔ کہ پھر نہ آپ آئے۔ اور نہ کوئی خط آیا۔ سخت حیرانی اور تفکر ہے۔ مناسب ہے، کہ بواپسی ڈاک اپنے حالات خیریت سے اطلاع دو۔ اور یہ بھی کہ اب آنا ہو سکتا ہے یا نہیں میں نے سُنا تھا۔ کہ بباعث کاروبار مردم شماری اب آنا مشکل ہے۔ ضرور اپنے حال سے بہت جلد اطلاع دیں۔

والسّلام۔ خاکسار غلام احمد از لدھیانہ ۴ ستمبر ۱۸۹۰ء

۳۱۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ تعالے۔ السّلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ۔ آپکا محبت نامہ پہنچکر باعث تسلی ہوا۔ یہ عاجز ابھی اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ اخیر ستمبر تک اسی جگہ لدھیانہ میں ہی ہے۔ باقی خیریت ہے۔ بخدمت سید محمد شاہ صاحب السلام علیکم۔ والسّلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۹ ر ستمبر ۱۸۹۰ء

۳۲۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ تعالے۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ عاجز بتاریخ ۱۵ ر اکتوبر ۱۸۹۰ء بروز بدھ بروقت ۱۲ بجے دن کے انشاء اللہ القدیر قادیان کیطرف روانہ ہوگا۔ اسلئے اطلاع کرتا ہوں۔ کہ اگر ممکن ہو۔ تو ملنے کے لئے آجاویں۔ اور اگر حرج کار ہو۔ تو خیر۔ کسی دوسرے وقت ملاقات ہو جائیگی۔ اپنی خیریت سے مطلع فرماویں والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۲ ر اکتوبر ۱۸۹۰ء

۳۳۔ (پوسٹ لفافہ) مشفقی ومحبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پس از سلام مسنون واضح رہے کہ آپکا کارڈ مورخہ پہنچا۔ امر معلومہ* کیواسطے کوشش کیگئی ہے۔ اور حسب درخواست آپکے ایک شخص کو

* مولوی عبد اللہ صاحب کا نکاح ثانی ۱۲

اس امر کے واسطے کہدیا گیا ہے۔ بندوبست ہو رہا ہے۔ جسوقت معاملہ طے ہو جاتا ہے اُن کو اطلاع دیجائیگی۔ مناسب یہ ہے کہ آپ اختتام مردم شماری کے بعد یہاں قادیان میں آدیں۔ اور ضرور آویں۔ بالمشافہ اس امر معلومہ پر زیادہ گفتگو کی جائیگی۔ ایک جدید رسالہ بنام فتح اسلام تیار ہوا ہے۔ اور مطبع میں زیر طبع ہے۔ عنقریب شایع ہوا چاہتا ہے۔ یہ رسالہ دنیا میں ایک بالکل بظاہر نئی مگر دراصل قدیم بات کا ظاہر کرنے والا ہوگا۔ آپ عنقریب اس کو مطالعہ کرینگے۔ بعد اسکے کہ مطبع سے نکلتا ہے۔ آپکے پاس بھیجدیا جائے گا۔ اور سب طرح فضل الٰہی سے خیریت ہے۔

راقم مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۹ ر دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

(یہ خط بھی حضرت اقدس کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور شخص کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔)

۳۴ - (پوسٹ کارڈ) نحمدہ ونصلی۔ مجبی اخویم منشی عبداللہ صاحب سلمہ ربہٗ۔ السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد مدعا یہ ہے۔ کہ خط مرسلہ آپ کا آیا۔ حال معلوم ہوا۔ آپ کے کام٭ کا انتظام در پیش ہے۔ آپ تسلی رکھو۔ اور دُعا بھی کرونگا۔ والسلام خیر الختام۔ ۲ر جنوری سنہ ۹۱ء مرزا غلام احمد از قادیان۔ از بندہ خدا بخش جالندہری و شیخ حافظ حامد علی السلام علیکم۔ (یہ اور خط ۳۳ بھی مثل خط ۳۲ حضور کا اپنے دست مبارک کا لکھا ہوا نہیں ہے۔)

۳۵ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دس٭٭ روپیہ آپکے پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ اپنے تفکر پیش آمدہ کی نسبت ضرور تحریر فرماویں۔ کہ اب اس سے ہر طرح خدا تعالےٰ نے نجات بخشی ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۷ ر مارچ سنہ ۱۸۹۱ء

٭ مولوی عبداللہ صاحب کا نکاح ثانی ۱۲

۳۶ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی -

اخویم مجی - السّلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ پہنچا - آپکے لئے دُعا کی گئی - اور حوالہ بخداوند کریم کیا گیا - آپ ضرور دو ماہ کے لئے میرے پاس آجاویں - کہ میرے پاس خطوط کا کام بہت ہے - اور مَیں ایک طرف بیمار ہوں - ایک طرف کام بہت ہے - سخت لاچار ہوں - مکان وہی لدھیانہ محلہ اقبال گنج ہے - والسّلام -

خاکسار غلام احمد عفی عنہ - ۱۵ر مارچ ۱۸۹۱ء

۳۷ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی -

مشفقی مجی - اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ تعالےٰ - السّلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - کارڈ پہنچا - مگر ایسے وقت میں - کہ میں بوجہ خارش بہت تکلیف میں تھا - مَیں انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت دُعا کرونگا - مَیں چند ہفتہ سے بہت علیل ہوں - خداتعالےٰ آپ کی پریشانی دور فرماوے - وہ ہر چیز پر قادر ہے - والسّلام -

خاکسار غلام احمد از قادیان - تاریخ بروئے مہر ڈاک خانہ قادیان ۵/۱۲/۹۱

۳۸ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی - مجی اخویم السّلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اسوقت ایک رسالہ "نشانِ آسمانی" آپ کی خدمت میں ارسال ہے - اور رسالہ دافع الوساوس طبع ہو رہا ہے - شاید دو ماہ تک چھپ جائے - دیکھئے آپ کی ملاقات کب ہوتی ہے - اپنی ملاقات سے مسرور الوقت کرتے رہیں - والسّلام

خاکسار غلام احمد از قادیان - ۲۳ر جولائی ۱۸۹۲ء

۳۹ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی -

مجی عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ - السلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ پہنچا - آپکے مقدمہ کے لئے بحضرت عزت جل شانہ وعزاسمہ دعا خیر کی گئی - اللہ جل شانہ منظور فرماوے - آمین ثم آمین - آپکے آنے کی خوشخبری سے بہت خوشی ہوئی - کتاب آئینہ کمالات اسلام چھپ رہی ہے - باقی سب خیریت ہے - اور آپکی انتظار - والسّلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ - ۲ر ستمبر ۱۸۹۲ء

۴۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی۔

عزیزی محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔عنایت نامہ پہنچا۔خدا تعالےٰ آپ کو کامیاب کرے۔ دعا کی گئی ہے۔اُمید کہ تادستداد ملاقات اپنے حالات خیریت سے مطلع فرماتے رہیں۔ باقی خیریت ہے۔ والسّلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔

۴۱۔ مکتوب حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جو حضرت ممدوح نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے جناب مولوی عبداللہ صاحب سنوری کو بھیجا۔

(پوسٹ کارڈ) السلام علیکم۔آج صبح کے آٹھ بجے تین شوال ۲۰ر اپریل ۱۸۹۳ء حضرت کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ مبارک باد۔ سب احباب کو اطلاع دے دینا۔ والسلام۔

نورالدین۔ ۲۰ر اپریل ۹۳ء۔ از قادیان۔

۴۲۔ (پوسٹ کارڈ) مجی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مَیں کل قریباً ایک ماہ سفر میں رہکر قادیان میں آیا ہوں۔ امید کہ اپنے صاحبزادہ کی خیر وعافیت سے مطلع فرما دیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۳ء

۴۳۔ (پوسٹ کارڈ) عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔السلام علیکم۔ مَیں نے دُعا کی ہے۔ اور بدل وجان آپکے لئے دُعا کروں گا۔خدا تعالےٰ آپ پر اپنا فضل شامل حال رکھے۔ آمین ثم آمین۔ اسوقت نہایت کم فرصتی ہے اسلئے کم لکھا۔ والسّلام

خاکسار غلام احمد۔ ۲۶ر فروری ۱۸۹۴ء

۴۴۔(پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مجبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔السلام علیکم۔ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں بوجہ علالت طبیعت جلدی سے جواب نہیں لکھ سکا۔جو کچھ آپ نے مجھ سے مشورہ لینا چاہا ہے۔میری دانست میں اس کام میں بہت احتیاط اور سوچ لینا چاہئے۔ اور میری دانست میں جب تک

آپ نہ دیکھ لیں۔ جلدی نہیں کرنا چاہئے۔ بوجہ علالت زیادہ نہیں لکھ سکا۔ مگر اس بات کو خوب یاد رکھیں۔ والسّلام۔ خاکسار غلام احمد۔ بخدمت اخویم سیّد محمد شاہ صاحب السّلام علیکم۔ از قادیان۔ ۲۵ر مارچ سنہ ۱۸۹۴ء

نوٹ ۔ یہ مشورہ مولوی عبداللہ صاحب نے ایک جگہ پر اپنے نکاح ثانی کے متعلق بذریعہ عریضہ حضور سے لیا تھا۔ جسکی تاریخ نکاح (۲ر شوال سنہ ۱۳۱۱ھ) تھی اور دو سو روپیہ مہر بھی مقرر ہو چکا تھا۔ مولویصاحب فرماتے ہیں۔ کہ مینے محض تبرگا حضور سے اس بارہ میں مشورہ طلب کیا تھا۔ اور اپنے عریضہ میں ظاہر بھی کر دیا تھا۔ کہ تمام امور طے ہو چکے ہیں۔ صرف تبرک کے لئے حضور سے مشورہ طلب کیا ہے۔ جسپر حضور نے یہ جواب لکھکر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کی اشد تاکید فرمائی۔ چنانچہ میں حضور کے اس ارشاد کی بنا پر رمضان شریف ہی میں غوث گڈھ سے دو تین احباب کو ہمراہ لیکر اس گاؤں میں پہنچا۔ اور جاکر بچشم خود اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ کوئی بد شکل نہیں تھی۔ مگر مجھے اسکی شکل دیکھتے ہی اس سے اسقدر نفرت اور کراہت ہوئی۔ کہ جسکو میں بیان نہیں کر سکتا۔ اسوجہ سے اس نکاح کی تجویز منسوخ کی گئی۔ اور میرا ایمان حضرت اقدس پر اور بھی بڑھ گیا۔

۴۵ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔ مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ اپنے والد صاحب کی طبیعت کا حال لکھیں۔ ابھی اشتہار چار ہزار* چھپکر نہیں آیا۔ جسوقت آئے گا۔ انشاء اللہ آپکی خدمت میں مرسل ہوگا۔ والسّلام۔ خاکسار غلام احمد۔ ۲۳ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء

۴۶ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔ محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکے والد صاحب کی صحت سے خوشی ہوئی۔ اب آپکو خدا تعالےٰ مقدمات کے ہم وغم سے نجات بخشے۔ آج مینے آپکے لئے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ پر خاص فضل کرے آمین ثم آمین۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ یکم دسمبر ۹۴ء

---

* چار ہزار روپیہ والا اشتہار جو آتھم کے متعلق شایع فرمایا تھا ۱۲

آپکے پاس اشتہار تین ہزار و چار ہزار پہنچگئے یا نہیں۔

۷۴۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

محبی و مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکے لئے حضرت باری عزاسمہ میں تہجد میں دعا کی گئی۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع و مسرور الوقت فرماویں۔ اور اسجگہ بفضلہ تعالےٰ سب طرح سے خیریت ہے اپنی خیریت و عافیت سے جلد مطلع فرماویں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۲ر نومبر ۱۸۹۴ء

نوٹ۔ مولوی عبد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مینے اس دُعا کی قبولیت ایک عظیم الشان نشان کی صورت میں دیکھی۔ جسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ محکمہ نظامت بسی (ریاست پٹیالہ) میں ایک مال کے مقدمہ میں ایک شہادت کے لئے میری طلبی ہوئی تھی۔ اور میرا ارادہ اس رمضان میں غوث گڈھ کی مسجد میں اعتکاف کرنے کا تہا۔ ناظم صاحب بسی چونکہ مسلمان اور پابند صوم وصلوٰۃ تہے مینے پروانہ طلبی پر رپورٹ کر دی کہ یہ میرے اعتکاف کے دن ہونگے۔ اسلئے مہربانی فرماکر کوئی اور تاریخ مقرر فرماویں۔ اسپر میں حاضر ہو جاؤنگا۔ اس رپورٹ کے پیش ہونے پر ناظم صاحب نے اس غصہ میں آکر کہ ہمارے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ مجھے معطل کر دیا۔ اور اسی تاریخ پر حاضر ہونے کا مجھے مکرر حکم بہیجدیا۔ میں اعتکاف توڑ کر بسی میں حاضر عدالت ہو گیا۔ دو مہینہ بہر مَیں وہاں ہر روز کچہری میں پورے وقت کے لئے حاضر ہوتا رہا۔ کوئی پیشی نہ ہوئی۔ جبپر میرے ایک عزیز بہائی منشی ہاشم علی صاحب ازراہ ہمدردی میرے پاس وہاں بسی میں پہنچے۔ اور مجھ سے کہا۔ کہ اس طرح پر تو معلوم نہیں۔ آپکو کب تک یہاں بیٹھے رہنا پڑے۔ مَیں اس ناظم کے کسی رشتہ دار کی اسکے پاس سفارش لے آتا ہوں۔ یہ حاضر کرلے گا۔ مینے اُنہیں جواب دیا۔ کہ آپ مجھے اس بارہ میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے لینے دیں۔ اسکے بعد جس طرح پر ارشاد ہوگا۔ کرینگے چنانچہ مینے حضور کیخدمت میں اس بارہ میں مفصل عریضہ لکھدیا۔ اور اس میں لکھا کہ اگر حضور اجازت دیں۔ تو اسکے پاس کسی کی سفارش کرالی جائے۔ میرے اس عریضہ کے جواب میں حضور نے یہ خط نمبر ۷۴ خاکسار کو لکہا۔ جس میں یہ بشارت تہی۔ کہ اسکے لئے حضرت باری عزاسمہ میں تہجد میں

دُعا کی گئی۔" مجھے اس والا نامہ کے پہنچتے ہی اطمینان ہو گیا۔ اور مینے منشی ہاشم علی صاحب کو کہدیا۔ کہ اب کسی سفارش کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب نے خدا تعالےٰ کی جناب میں سفارش فرما دی ہے۔ اور مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ اب میرا کام بن گیا ہے۔ اس کے بعد منشی ہاشم علی صاحب واپس چلے گئے۔ اور اس سے تین چار روز بعد میری پیشی ہوگئی۔ ناظم صاحب نے اظہار افسوس کے ساتھ اپنے حکم کو واپس لیا۔ اور مجھے کام پر واپس حاضر کر دیا۔ اور ایام معطلی کی تنخواہ ہی دلا دی۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ میں جب اپنے حلقہ میں چلا گیا۔ تو اسکے پندرہ بیس روز کے بعد اپنا ایک خاص آدمی میرے پاس بھیجکر مجھے اپنے پاس بلوایا۔ اور ایک اپنا خاص اعتباری ریخ کا کام میرے سپرد کر دیا۔ اور مجکو برکمان اپنے پاس رکھ لیا۔ اور میری جگہ پر میری خواہش اور درخواست کے مطابق میرے ایک شاگرد عزیز عطاء الٰہی کو جو غوث گڈھ کا رہنے والا ہی۔ اس حلقہ غوث گڈھ پر میرا قایم مقام پٹواری کر دیا۔ مینے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسکے اس کام کو عرصہ ایک سال میں بہت عمدگی کے ساتھ سرانجام دیا۔ جس سے اسے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اس عرصہ میں اس نے اپنے ماتحت ایک آسامی پر جسکی تنخواہ میری اسوقت کی موجودہ تنخواہ سے دوچند سے بھی زیادہ تھی بغیر میری خواہش اور اطلاع کے مجھے ترقی دلا دی۔ اور رائس کی منظوری بھی لے لی۔ اسکے بعد مجھے اس سے اطلاع دی۔ لیکن یہ بات مجھے پسند نہ آئی۔ کیونکہ میں غوث گڈھ ہی میں رہنا پسند کرتا تھا۔ جب اس کی منشاء کے مطابق مَیں اسکے کام کو سرانجام دے چکا۔ اور اس سے فارغ ہو گیا۔ تو چونکہ وہ کام اسکے بہت بڑے دنیوی فائدہ کا تھا۔ اسلئے وہ بہت ہی خوش ہوُا۔ اور اس موقعہ پر اس نے نوکروں کو انعامات دئے۔ اسوقت مینے موقعہ پاکر اس سے کہا۔ کہ آپ مجھے بھی کچھ انعام دیجئے۔ اس نے کہا اچھا کیا چاہتے ہو۔ مینے کہا کہ آپ مجھے خوشی سے علاقہ غوث گڈھ میں عہدہ پٹوار پر ہی واپس کر دیں۔ مَیں ترقی لینا نہیں چاہتا اسپر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا۔ کہ تو تو بیوقوف ہے۔ تیرے ساتھ میں بھی بیوقوف بن جاؤں۔ مَیں تو تجھکو اس سے بھی زیادہ ترقی دیکر اپنی پیشی میں رکھنا چاہتا ہوں۔ مینے اپنی بات پر اصرار کیا۔ اور کہا کہ مَیں یہاں نہیں رہنا چاہتا۔ آپ مجھے پٹوار پر حلقہ غوث گڈھ میں واپس

کر دیں۔ اس کے بعد میرے والد صاحب اور دوسرے اقربا، کو اس بات کا علم ہوا۔ کہ وہ ناظم مجھے اپنی پیشی میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور میں انکار کر رہا ہوں۔ اور پٹوار پر غوث گڑھ واپس آنا چاہتا ہوں۔ اس بات سے میرے والد صاحب و دیگر متعلقین سب ناراض ہوئے آخر مینے یہ معاملہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ ہمارے نزدیک آپکا غوث گڑھ میں رہنا مفید ہے۔ اسپر مینے سب کو قطعی جواب دیدیا۔ اور ناظم صاحب کو بھی کہدیا۔ کہ مَیں واپس ہی جاؤنگا۔ آخر اُنہوں نے افسوس کے ساتھ لکھا کہ مینے تو تمہیں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایسا چاہا تھا۔ اگر ایسا نہیں چاہتا۔ تو میں اجازت دیتا ہوں۔ آخر میں واپس اپنے حلقہ غوث گڑھ میں آ گیا۔ اسوقت وہ ترقی کر کے میر منشی ہو گیا تہا۔ مجھے غوث گڑھ میں واپس آنے سے بہت فایدے پہنچے۔ چنانچہ تمام گاؤں احمدی ہو گیا۔ وہ میرے غوث گڑھ واپس آجانے اور خود بڑے عہدہ پر ہو جانے کے بعد بہی میری بہت عزت کرتا تہا اور اکثر میری سفارشیں منظور کیا کرتا تہا۔ اب کچھ عرصہ سے فوت ہو چکا ہے ؎

۴۸ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

مجبی عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ امید کہ اپنی خبر خیریت اور حالات خیریت آیات سے مطلع و مسرور الوقت فرماویں۔ اور اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسّلام

خاکسار غلام احمد ۷ ر دسمبر ۱۸۹۴ء

۴۹ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

مجبی عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکی خدمت میں خط تو کئی بھیجے گئے۔ مگر چونکہ پتہ درست نہ تہا۔ اس لئے غالباً نہیں پہنچے ہونگے کل آپکے خط پہنچنے سے خوشی ہوئی۔ کہ آپ کو خدا تعالےٰ نے ایک بلا سے نجات دی۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ آپکے والد صاحب کو بھی جلد شفا بخشے۔ آمین۔ اُمید کہ خبر خیریت سے جلد اطلاع بخشینگے۔ والسّلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۰ ر دسمبر ۱۸۹۴ء

۵۰ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ

مجبی عزیزی میاں عبد اللہ صاحب سلمہ - السّلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا
محبت نامہ مجھکو ملا - امید کہ اپنی صحت تندرستی سے بہت جلد اطلاع دیں - اللہ تعالےٰ
آپ کو جلدی شفا بخشے - اور غم و ہم دور کرے - آمین - والسّلام

خاکسار غلام احمد - ۲۸ر اپریل ۱۸۹۵ء

۵۱ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی -

مجبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سنوری - سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ایک مُدت کے بعد آپ کا محبت نامہ پہنچا - مقامِ شکر ہے - کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو ہم وغم سے نجات بخشی - وہ غفور و رحیم ہے - اور آخر بندوں پر رحم کرتا ہے اور جو آپنے اپنی غفلت کا حال لکھا ہے - عزیز من درحقیقت نہایت خوف کی جگہ ہے - یہ زندگی جسکے ساتھ ہزار ہا بلائیں - اور خوفناک مرضیں اور انواع اقسام کی مصیبتیں لگی ہوئی ہیں - وہ بجز خدا تعالےٰ کے رحم کے بسر نہیں ہو سکتی - پس ہر ایک رات اور دن میں خدا تعالیٰ سے ڈرنا - اور اپنے اعضاء کو بدیوں سے بچانا جانگداز مصیبتوں سے بچنے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں - انسان کا وجود ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اپنی زندگانی کا مالک نہیں - رات کو ہنستا سووے اور دن کو روتا اُٹھے - یہی دنیا کی وضع ہے - جسکی پناہ سے ہر ایک دم گذرتا ہے - اگر وہی ناراض ہو - تو پھر کیا ٹھکانا ہے - مناسب کہ بہت استغفار کرتے رہیں - اور اللہ جل شانہ کی عظمت اپنے دل میں بٹھاویں - اور مینے آپکے تقویٰ اور استقامت ایمانی اور صراط مستقیم کے لئے دُعا کی ہے - اللہ جلّ شانہ قبول فرماوے - اور کبھی کبھی اگر رخصت مل سکے - تو ضرور ملا کریں - رسالہ نور القرآن جواب چھپا ہے - شاید آپ کو پہنچا ہو گا اور ایک اور کتاب نہایت لطیف چھپ رہی ہے - چونکہ عمر کا اعتبار نہیں - معلوم نہیں کہ کس وقت اس کائنات عالم سے گذر جائیں - اس لئے یہی دعا اور مدعا ہے کہ دینی خدمات حسب المراد ہم سے صادر ہوں - باقی سب خیریت ہے - والسّلام -

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۴ جون سنہ ۱۸۹۵ء۔

۵۲ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی -

مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مبلغ ۵ روپے حسب تفصیل آپکے خط کے مجکو پہنچگئے - مگر مجھکو ان لفظوں سے سخت حیرانی ہے - جو آپنے اپنی نسبت استعمال کئے ہیں - اسواسطے اطلاع دیں - تا اگر کوئی امر قابلِ دُعا ہو - تو آپ کے لئے دُعا کیجاوے - ایسے* الفاظ استعمال کرنا منع ہے -

خاکسار غلام احمد - ۴ جنوری سنہ ۹۶ء

آپ کا اقرار تھا - ایسا ہی مجھکو یاد ہے - کہ کچھ مدت رخصت لیکر یہاں رہیں گے اللہ تعالٰے موقعہ کرے - کہ آپ رخصت لیکر آویں -

۵۳ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی -

مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ - السلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا عنایت نامہ پہنچا - آپ کو ضرور آنا چاہیے - اور کوشش کرنی چاہیئے - کہ رخصت منظور ہو جاوے - میں اسوقت علیل ہوں - زیادہ نہیں لکھ سکا و السلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۵ فروری سنہ ۱۸۹۶ء

۵۴ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ

مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا خط پہنچا - مقدمہ کی فتح آپ کو مبارک ہو - اور اس جگہ آپ کی انتظار لگی ہوئی ہے - ضرور آویں - مگر ایک مہینہ سے رخصت کم نہ ہو - اس سے پہلے بھی ایک خط روانہ کر چکا ہوں - احتیاطًا دوسرا خط لکھا گیا ہے - باقی خیریت ہے - والسلام -

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۸ فروری سنہ ۱۸۹۶ء

* مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ جن الفاظ کیطرف حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے اشارہ فرمایا ہے - وہ یہ کہ مجھے اپنا نام "عبداللہ" لکھتے ہوئے اپنی حالت پر نظر کر کے شرم آئی - اور مینے اپنے خیال پر نظر کر کے خط کے نیچے اپنا نام بجائے عبداللہ لکھنے کے "عبدالشیطان" لکھدیا جسپر حضور نے ہدایت فرمائی ۱۲-

۵۵ - (پوسٹ کارڈ) ۹ر اپریل ۱۸۹۶ء بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

مجبی ومشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ وبرکاتہ۔ چونکہ میاں غلام قادر* کی طبیعت اچھی نہیں۔ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہے۔ ابھی تک کچھ فائدہ نہیں معلوم ہوتا۔ اسلئے آپ خود آکر یا کسی دوسرے کو بہت جلد بھیجکر اس بات کی تحریک کریں۔ کہ کسی طرح وہ سنور میں چلے جائیں۔ شاید تبدیلی ہوا سے خدا تعالیٰ فضل کرے۔ اس میں توقف نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر حالت زیادہ خراب ہو۔ تو پھر سفر مشکل ہے۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۵۶ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہنچا۔ بہت خوشی کی بات ہے۔ کہ آپکی دو ماہ کی رخصت منظور ہو گئی۔ اب آپکو جلد اسجگہ آنا چاہیئے۔ منشی غلام قادر صاحب کی طبیعت بہ نسبت سابق صحت کیطرف مایل معلوم ہوتی ہے۔ البتہ تپ ہنوز دامنگیر ہے۔ خدا تعالےٰ شفا بخشے۔ آپ جہانتک ممکن ہو بہت جلد آویں۔ دیر نہ کریں۔ کیونکہ آپ کے آنے سے ان کو بہت حوصلہ ہوگا۔ زیادہ خیریت ہے والسّلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۱ر اپریل ۱۸۹۶ء

۵۷ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم۔

مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ اب تک نہیں آئے۔ مانع بخیر ہو۔ اول منشی غلام قادر کی نسبت میرا یہ خیال تھا۔ کہ بعض مجرب نسخے جو میرے والد صاحب سے مجھکو یاد ہیں۔ اور ایسی بیماریوں کی نسبت گویا حکم اکسیر رکھتے ہیں۔ اِسجگہ اُنکو ٹہیرا کر استعمال کراوں۔ لیکن بعد اس کے مجکو معلوم ہوا۔ کہ اس جگہ وہ

*۔ مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میاں غلام قادر میرے رشتہ کے بھائی تھے۔ اہنیں مرض سل ہو گئی تھی۔ اور بہت دُبلے ہو گئے تھے۔ جس پر بغرض علاج از حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مَیں اُنہیں یہاں لے آیا تھا۔ حضرت اقدس نے بھی اُنکیلئے ایک نسخہ تجویز فرمایا تھا۔ مگر وہ جانبر نہ ہوئے اور واپس سنور پہنچکر وفات پا گئے ۱۲

دوائیں تازہ بتازہ پیدا ہونا بہت مشکل اور محال کی طرح ہے۔ اور کسی قدر ضعف اُنکو زیادہ ہے۔ اسلئے اب تاخیر علاج میں کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ سو میرے نزدیک بہت مناسب ہے کہ وہ سنور میں ٹھیریں۔ اور امید ہے کہ اس جگہ وہ دوائیں روز بروز تازہ بتازہ ملجائینگی۔ یہہ تجویز نہایت عمدہ ہے۔ مَیں چاہتا ہوں۔ کہ جہانتک جلد ممکن ہو۔ یہ تجویز کی جائے۔ انشاء اللہ مجھے قوی اُمید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ لہذا آپ کو مکلف ہوں کہ دو تین روز کے لئے آپ ضرور آجائیں۔ ہرگز توقف نہ کریں۔ کیونکہ ان بیماریوں میں غفلت کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ اپنا حرج کرکے بھی آجائیں۔ اگر میں اس جگہ اس بات کو ممکن دیکھتا۔ کہ یہ علاج بآسانی ہو سکتا ہے۔ تو آپکو تکلیف نہ دیتا۔ مگر اب یہی دیکھتا ہوں۔ کہ بغیر ان کے سنور رہنے کے یہ علاج ہو نہیں سکتا۔ ماسوا اسکے اُن کی والدہ بھی نہایت قلق میں ہیں۔ اس صورت میں اُنکو بھی تسلی رہیگی۔ تاکید یہی ہے کہ جلد آجاویں۔ اور اگر کوئی ایسا مانع ہو۔ تو اپنی جگہ عبد الرحمن کو یا کسی اور کو بھیجدیں تاکید ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۲ ر مئی ۱۸۹۶ء

نوٹ۔ مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ عبد الرحمن میرے ماموں زاد بھائی ہیں۔

۵۸۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلّی۔

مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السّلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ منشی غلام قادر صاحب کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ابھی سنور میں ہیں۔ آج مَیں نے جواب لکھدیا ہے۔ چاہیئے۔ کہ توجہ سے اُنکا علاج کریں۔ اور ماء الشعیر میں یہ دوائیں ڈالدیا کریں۔ عناب ۵ دانہ۔ تخم خشخاش سفید ۵ ماشہ۔ سپستان ۷ دانہ۔ اصل السوس مقشر۔ کہربا ۵ رتی۔ سرطان مغسول ۳ عدد۔ اور جلد جلد اطلاع دیویں۔ اور بنفشہ اب ڈالنا مناسب نہیں۔ خاکسار غلام احمد ۱۳ ر مئی ۱۸۹۶ء

۵۹۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلّی۔

مجبی اخویم منشی غلام قادر صاحب سلمہ۔ السّلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اخویم میاں عبداللہ صاحب کا خط پہنچا۔ پہلے اس سے گولیاں ارسال کرچکا ہوں۔ مناسب ہے۔ کہ ایک شیشی پوٹ وائن کی جو انگریزی دوا ہے۔ خرید کرلیں۔ اور غذا کے بعد ایک چاء کے چمچہ کی مقدار پر پی لیا کریں اور اگر موافق ہو تو دو چمچے پی لیا کریں اور کبھی دودھ میں چاء ڈال کر پیویں۔ ایسی غذا کھاویں۔

جو جلد ہضم ہو جاوے۔ والسّلام خاکسار غلام احمد۔ ۱۲ر جون سنہ ۹۶ء

۶۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم۔

مجبی اخویم منشی غلام قادر صاحب سلمہ۔ السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو گولیاں بھیجی گئی ہیں۔ اُن میں ہرگز کوئی بُری چیز نہیں ہے۔ صرف کسی وجہ سے دہوکا لگا ہے مناسب ہے کہ اول ایک گولی کا چہارم حصہ کہا لیا کریں۔ پہر رفتہ رفتہ گولی زیادہ کرلیں۔ اور قریب ۲ رتی کے کہربا پیسکر کہایا کریں۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسّلام

خاکسار غلام احمد عفے عنہ ۱۷ر جون سنہ ۹۶ء

۶۱۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم۔

عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السّلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مینے آج ایک خط آپکی نسبت بخدمت ماسٹر صاحب قادر بخش روانہ کردیا ہے۔ اطلاعًا لکھا گیا۔ خدا تعالےٰ آپکے تمام کام درست کرے آمین۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسّلام

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۱۰ر جولائی سنہ ۱۸۹۶ء

۶۲۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم۔ مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکو نئی شادی مبارک ہو۔ بروز جمعہ حسب تحریر آپکے طعام ولیمہ آپکی طرف سے مہمانوں کو کہلایا گیا۔ چونکہ مہمان بہت تھے۔ اور سیٹھ* صاحب اور شیخ رحمۃ اللہ صاحب اور دوسرے بہت معزز دوست موجود تھے۔ اور اسّی سے کچھ زیادہ ہونگے۔ اسلئے دس۱۰ روپیہ کافی نہ تھے۔ لہٰذا اس خوشی میں دس۱۰ روپیہ مینے اپنی طرف سے ڈالکر بیس۲۰ روپیہ دعوت میں خرچ کئے۔ عمدہ پلاؤ نمکین اور زردہ نہایت عمدہ اور روغن جوش اور قورمہ اور نان اور شیر ین چاہ وغیرہ کہانا تہا۔ مہمان نہایت خوش ہوئے۔ اور کہا کر آپ کو دُعاء خیر کہی۔ شاید یہ طعام ولیمہ اس خوبی سے کسی جگہ آپ کو اتفاق نہیں ہوگا۔ والسّلام۔ خاکسار غلام احمد عفے عنہ۔ ۲۲ر جنوری سنہ ۹۷ء

* سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی۔ ۱۲

۶۳۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم۔

محبی وشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچکر جناب الٰہی میں آپکے لئے دعا کی گئی۔ اللہ تعالےٰ مشکلات پیش آمدہ دور فرماوے۔ اور آپکی مرادات کو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ بیشک آپ بعد استخارہ مسنونہ تبدیلی کے التوا کے لئے کوشش کریں۔ اللہ تعالےٰ حسب المراد تقریب پیدا کرے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۱ر مئی ۱۸۹۷ء

۶۴۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم۔

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت آپ کا خط پہنچا۔ آپکے والد صاحب کی بیماری کا حال معلوم کرکے اُنکے لئے دعا کیگئی اللہ تعالےٰ انکو شفا بخشے۔ اور تقصیر معاف کرے۔ آمین ثم آمین۔ اسوقت وقت بہت تنگ۔ اسی قدر پر کفایت کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ پھر بھی دُعا کرونگا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۰ر نومبر ۱۸۹۷ء

۶۵۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ۔

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی فتحیابی سے طبیعت خوش ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ سُنا گیا۔ کہ آپ کی طبیعت کچھ بیمار ہے۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے جلد مطلع فرماویں اور اسجگہ بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسّلام۔

خاکسار غلام احمد۔ ۴ر اپریل ۹۸ء از قادیان ضلع گورداسپور

بخدمت اخویم مولوی محمد یوسف صاحب السلام علیکم۔

۶۶۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلے

محبی عزیزی میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ لدہیانہ میں طاعون پیدا ہونے سے بہت اندیشہ ہوا۔ خدا تعالےٰ خیر کرے۔ اس میں مسئلہ شرعی یہ ہے۔ کہ اگر طاعون یا ہیضہ کی ایک دو واردات ہوں۔ تو اس شہر سے نکلنا جائز ہی

لیکن اگر وبا پھیل جائے۔ تو پھر نکلنا حرام ہے۔ چونکہ ابھی لدہیانہ میں وبا پھیلا نہیں ہے۔ اسلئے اختیار ہے کہ وہاں سے جلد نکل جائیں۔ اسجگہ بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ مکان نہیں ملتا۔ اکثر لوگ شرارت سے دیتے نہیں۔ ہمارے گھر میں بیس کے قریب عورتیں بھری ہوئی ہیں۔ نواب صاحب بھی مع عیال و اطفال اس جگہ ہیں۔ سو اس گھر میں تو بالکل گنجایش نہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ قریب قریب بھی کوئی گنجایش نہیں۔ اور دور میں شاید بہت تلاش کرنے سے کوئی ویران کوٹھہ بے پردہ ملجائے۔ تو تعجب نہیں۔ مگر شرفاء کے رہنے کے لایق تو کوئی نظر نہیں آتا۔ جب تک مکان کا پختہ بندوبست نہووے۔ ہرگز قدم نہیں اُٹھانا چاہیے تا عیال و اطفال کو تکلیف نہ ہو۔ دوسرے یہ بات بھی سوچنے کے لایق ہے۔ کہ طاعون کا دورہ ساٹھ ساٹھ ستر ستر اسی اسی برس ہوتا ہے۔ پس اگر طاعون لدھیانہ میں پھیل گئی۔ تو یہ سمجھو۔ کہ شاید اس صدی کے پورے ہونے تک پیچھا نہیں چھوڑیگی۔ یہ یقینی امر ہے نہ ظنی۔ طبی تجربے اسکی گواہی دیتے ہیں۔ پھر اگر شہر کو چھوڑنا ہو۔ تو اس نیت سے چھوڑنا چاہیے۔ کہ اب تمام عمر ہم اس سے الگ رہینگے۔ اور اپنے مکانات اور دوسرے تعلقات کا پورا انتظام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ سفر گویا ہمیشہ کے لئے الوداع ہے۔ پھر دوبارہ شہر میں داخل ہونا ممانعت ہوگی۔ اگر خدا چاہے۔ تو چند وارداتوں کے بعد اس بیماری کو لدہیانہ سے دور کردے۔ لیکن اگر یہ بیماری لدہیانہ میں پھیل گئی۔ تو پھر غالباً ایک عمر لے گی۔ دیکھو کتنے برس سے بمبئی میں پھیل رہی ہے۔ یہ تمام امور سوچ لینے چاہئیں۔ یہ سرسری کام نہیں ہے اگر لدہیانہ کے قریب کوئی گاؤں ہو۔ جو طاعون سے پاک ہو۔ تو بہتر ہوگا۔ کہ اس میں گھر لیا جائے۔ اس میں فایدہ یہ ہے۔ کہ برابر ہر روز خبر رکھ سکتے ہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

نوٹ۔ اس خط پر حضور نے تاریخ نہیں دی ہے۔ ہاں اس بات سے اس سال کا کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جس میں یہ خط حضور نے لکھا ہے۔ کہ یہ طاعون کے حملے کے پہلے سال کا واقعہ ہے۔ حضور اپنے مکتوب مورخہ ۲۵ اپریل ۹۸ء بنام جناب سیٹھ حاجی عبدالرحمن اللہ رکھا صاحب مدراس رضی اللہ عنہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "اس طرف طاعون کا بہت زور ہے۔ سُنا ہے۔ کہ ایک دو مشتبہ وارداتیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں" اور مکتوب مورخہ ۱۵ مئی ۹۸ء

بنام سیٹھ صاحب موصوف نیز فرماتے ہیں۔ کہ "اس طرف طاعون چمکتی جاتی ہے۔ اب اتنی کے قریب گاؤں ہیں جن میں زور و شور ہو رہا ہے۔ قادیان میں یہ حال ہے کہ لڑکوں اور جوانوں اور بڈھوں کو بھی خفیف سا تپ چڑھتا ہے۔ دوسرے دن کانوں کے نیچے یا بغل کے نیچے یا بُن ران میں گلٹی نکل آتی ہے۔ گلٹی تیسرے چوتھے روز خود بخود تحلیل ہو کر کم ہو جاتی ہے" مگر اس خط بنام مولوی عبد اللہ صاحب میں یہ کوئی ذکر نہیں۔ کہ اس علاقہ میں بھی طاعون نمودار ہو رہی ہے۔ جس سے بطور تخمینہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خط مارچ یا اپریل ۹۸ء کا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے اسکو اس محل پر درج کیا گیا۔ اور اس خط کے آخر میں حضور نے اپنا اسم مبارک بھی تحریر نہیں فرمایا ہے۔ مگر یہ خط بھی حضور کے اپنے قلم اور دست مبارک کا لکھا ہوا۔

یہ خط حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے جناب مولوی عبد اللہ صاحب کو مولوی صاحب کے ایک ایسے خط کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ جو انہوں نے ماسٹر قادر بخش صاحب احمدی ساکن لدہیانہ کیطرف سے حضور کی خدمت میں لکھا تھا۔

۶۷۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

محبی عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
× × × ✻× × مبارک ہو اللہ تعالےٰ عمر × × × × × رکھا ہے کل بہت تکلف
سے × × × × × × گیا ہے۔ دو دنبے ذبح کئے گئے۔ جن کا گوشت نہایت عمدہ تھا۔
اور ایک ایک گوشت کے پلاؤ کی۔ اور ایک دیگچہ زردہ شیریں مزعفر کا طیار کیا گیا۔
اور روٹی اور گوشت بھی پکایا گیا۔ اور نہایت عمدگی سے مہمانوں کو جو ستر کے قریب ہونگے۔

✻۔ اس خط میں تین جگہ پر کچھ عبارت کٹی ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس اصل خط کا اتنا حصہ جدا ہو کر کہیں ضائع ہو گیا ہوا ہے۔ ان کٹی ہوئی سطروں سے پہلی اور چھٹی سطر کی کٹی ہوئی عبارت کے متعلق اندازہ سے بھی کچھ نہیں لکھا جا سکتا ہے۔ دوسری سطر کے کٹے ہوئے حصہ کا مفہوم جیسا کہ مولوی عبد اللہ صاحب نے بتایا۔ یہ تھا۔ کہ "دراز کرے اس کا نام برکت اللہ" تیسری جگہ کے اس حصہ کا مفہوم مولویصاحب نے یہ بتایا۔ کہ "اس کا عقیقہ کیا"۔ اور چوتھی کا "ہونے کے بجائے ایک ایک رکابی کے نے" اور پانچویں کا "خوش ہوئے خدا تعالیٰ"۔

کھلایا گیا۔ آپ کی نیک نیتی کی وجہ سے دونوں پلاؤ ایسے عمدہ تھے۔ جو چھوڑنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ بباعث نہایت لذیذ × × × × × دو دور کابیاں کھائیں اور بہت ہی × × × × × کی قدرت ہے۔ کہ اتفاقاً چاول × × × × عمدہ اور باریک ہاتھ آگئے۔ کہ قادیان میں پیدا نہیں ہو سکتے۔ اس لطف کے ساتھ یہ کام صرف للعہ روپیہ تک انجام پذیر ہوگا۔ مگر آپ سے میں اس قدر لینا نہیں چاہتا۔ ہم اس خوشی میں نصف کے شریک ہو جاتے ہیں۔ لہذا آپ صرف للعہ روپیہ کسی وقت بھیج دیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔

اتفاقاً دعوت عقیقہ کے روز جسقدر مرد مہمان تھے۔ گھر میں عورتیں مہمان بھی بہت جمع تھیں۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ پلاؤ شیریں و نمکین نہایت عمدہ و خوشگوار طیار ہوا۔ اور گوشت شوربہ و سالن بہت عمدہ تھا۔ اور روغن جوش کی قسم میں سے تھا

والسلام

نوٹ۔ خط ۶۴ پر تاریخ درج نہیں تھی۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ یہ خط ۶۳ سے بعد کا اور ۶۵ سے پہلے کا ہے۔ اور تخمیناً ۵ رجون ۹۸ء کے بعد دو تین دن کے اندر کا لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ ۵ رجون کا حضرت مولوی صاحب (خلیفہ اول رضی اللہ) کا مولوی عبداللہ صاحب کے نام جو خط ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ حضور نے اس عقیقہ کے لئے دو بکرے تلاش کرنے کا حکم دیا۔ اور نام برکت اللہ رکھا ہے۔

۶۸۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے گھر کے لوگوں کے دواء کی گئی۔ آپ پھر لکھیں۔ کہ اب کیسی حالت ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۲۴ جولائی ۱۸۹۸ء از قادیان

۶۹۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

مجبی مخلصی اخویم میاں عبد اللہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بوصول خط بدریافت صحت عزیزی رحمت اللہ اطمینان ہوئی - خدا تعالیٰ عمر دراز کرے - آمین - اور تفصیل روپیہ مللعہ سے اطلاع ہوئی - خدا تعالیٰ آپ کو اور تمام شرکاءِ خدمت آپ کو ثواب اور اجر بخشے - آمین ثم آمین - امید کہ کبھی کبھی ملاقات کے لئے بھی وقت نکالا کریں - والسلام - تمام احباب کو سلام علیکم

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۴؍ دسمبر ۱۸۹۸ء

۷۰ - (پوسٹ لفافہ) ۱۹؍ مارچ ۱۸۹۹ء از قادیان -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم - محبی عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا عنایت نامہ پہنچا - انشاء اللہ القدیر آج ہی عبد الوحید* کے لئے دُعا کرونگا - اللہ تعالیٰ اس کو کامیاب کرے - آمین - اور انشاء اللہ آپکے اور آپ کی چھوٹی بیوی کے لئے بھی جناب الٰہی میں دُعا کروں گا - وہ دوا جو دیگئی تھی - کھانے کے بعد کھانا بہتر ہے - اور کسی قدر بقدر ہضم دودھ استعمال کرنا چاہیئے - باقی سب خیریت ہے -

خاکسار مرزا غلام احمد

۷۱ - ۲۸؍ جولائی ۱۹۰۱ء بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی

محبی عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا تحفہ مرسلہ ننھہ طلائی بسبیل ڈاک مجھکو پہنچ گیا - اس سے بڑھکر علامت اخلاص اور دلی محبت کیا ہوگی - کہ آپنے اپنے گھر کے لوگوں کے زیور کو بھیجدیا - اور نیز آپکے گھر کے لوگوں کی ہمت اور اخلاص قابل تعریف ہے - کہ زیور جو عورتوں کو بالطبع عزیز ہوتا ہے - اسکے دینے سے دریغ نہیں کیا - معلوم ہوتا ہے - کہ چونکہ آپ کو اس سلسلہ کی خدمت کے لئے دل میں جوش آرہا ہے - اور بباعث کثرت مصارف اور قلتِ آمدن روپیہ میسر نہ ہوسکا - اسی صورت میں دل کی بیتابی نے یہی ہدایت دی - کہ آپ اپنی عزیزہ زوجہ کا زیور اُتار کر بھیجدیں - سو خدا تعالیٰ

*مولوی عبد اللہ صاحب کے ماموں زاد بھائی تھے - ۱۲

آپ کو اس اخلاص کی بہت بہت جزائے خیر دے۔ اور آپکی زوجہ کو علاوہ ثواب آخرت کے دنیا میں بہت سے زیور طلائی عنایت کرے کہ وہ دنیا اور ستر آخرت تو ایک وعدہ ہے۔ آمین ثم آمین۔ ہمنے آپ کی مرضی کے موافق تعمیل کر دی ہے اور مدت دراز گذر گئی ہے بہتر ہے کہ آپ نہیں آئے۔ بہتر ہے کہ موسم سرما میں کوئی ایسی تجویز نکالیں۔ کہ ایک ماہ تک قادیان میں ٹھیر سکیں۔ دیکھیں آیندہ طاعون کی کیا صورت ہے۔ کب تک اسکے ہٹیرنے کے لئے حاکم حقیقی کا حکم ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسّلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

نوٹ ۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو پورا کرنے والے اللہ تعالےٰ نے حضور کی اس بات کو بھی کہ "وہ دنیا اور ستر آخرت تو ایک وعدہ ہے" اب بیس سال کے بعد لفظ بلفظ پورا کیا۔ اور وہ اس طرح سے کہ اگست ۱۹۲۱ء میں مولوی عبداللہ صاحب کے فرزند اصغر اور مولوی صاحب موصوف کی اس چھوٹی بیوی کے اکلوتے بیٹے عزیز عبدالقدیر کی اہلیہ کے رخصتانہ کے موقع پر اس ایک نتھ طلائی قیمتی بتیس روپیہ کی بجائے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اور اپنی خاص حکمت سے جسکو وہی جانتا تھا۔ عزیز کی اہلیہ کو پورے دس طلائی زیور جنکی قیمت اس نتھ کی قیمت سے دہ چند سے بھی ایک صد روپیہ اوپر ہے۔ پہنائے۔ جسکے متعلق پہلے وہم وگمان بھی نہ تھا۔ زیوروں کو شمار کرنے کے وقت حضور کی یہ بات یاد آئی۔ جسے اسوقت مولویصاحب موصوف نے اپنے گھر کے لوگوں کے پاس بیان کیا۔ جس سے سب کے ایمان بفضلہ تعالےٰ اور بھی بڑھے والحمد للہ علےٰ ذلک

نوٹ ۲۔ مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ عبدالقدیر میرا لڑکا (جو برکت اللہ کے بعد پیدا ہوا) اس کا عقیقہ مینے خود قادیان آکر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے کرایا۔ عقیقہ کے دن حضور کو سر درد کا دورہ تہا۔ شام کے وقت جب میں حضور کے پاس اندر گیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ ہمنے جو کہانا عقیقہ کے کہانے میں سے اپنے لئے منگوایا تہا۔ وہ اسی طرح پڑا ہے۔ (جس جگہ پر پڑا تہا اسکی طرف اشارہ بھی فرمایا) چونکہ ہمارے سر درد کا دورہ ہے۔ اسواسطے اس میں سے ہمنے ایک چاول تک نہیں کہایا۔ اسکے بعد جب مینے غوث گڈہ سے حضور کیخدمت میں وہ زیور بھیجا۔ جس کا اس خط میں ذکر ہے تو مَیں نے ساتھ ہی یہ درخواست

بھی بذریعہ عریضہ حضور کی خدمت میں کی۔ کہ کل چونکہ عقیقہ کے روز حضور نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اسلئے گذارش ہے کہ مہربانی فرماکر اس زیور کی قیمت میں سے فلاں قدر رقم (غالباً دو روپیہ لکھے تھے یا اس سے کم وبیش) کا عمدہ کھانا میری طرف سے طیار کرا کر حضور تناول فرماویں۔ اس بات کیطرف حضور نے اپنے اس فقرہ میں اشارہ فرمایا ہے۔ کہ "آپکی مرضی کے موافق تعمیل کردی ہے"۔

۷۲۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السّلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا چندہ مرسلہ مبلغ ہے پہنچگیا ہے۔ مینے ابھی آپ کے لئے دُعا کی ہے۔ سخت امتحان کے دن ہیں۔ آپ بھی توجہ سے توبہ استغفار کرتے رہیں۔ بہت دُعا کرتے رہیں۔ ہماری جماعت کے لئے ایک خاص رعایت ہوئی۔ مگر معلوم رہے کہ کسی حد تک بعض کا بطور شہادت فوت ہونا ممکن۔ مگر تشویش کامل۔ تباہی خانگی سے محفوظ رہیگی۔ کم ابتلا ہوگا۔ توبہ کے لئے ہر ایک پر زور دیں۔ اب وقت ہے۔ آیندہ جاڑا خطرناک ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔

(تاریخ مہر روانگی از ڈاک خانہ قادیان۔ ۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۰۲ء)

۷۳۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

محبی عزیزی میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ آپکا پہنچا۔ افسوس کہ آپ کے پہلے خط کا مضمون مجھے یاد نہیں رہا۔ اور تعجب کہ آپ کو جواب نہ پہنچا۔ نہ معلوم کیا سبب ہوا۔ یا شاید خط گم ہو گیا ہو۔ میاں عبد العزیز اور ابراہیم کے لئے انشاء اللہ دُعا کرونگا۔ اور ٹیکہ اگرچہ بیہودہ سا علاج ہے۔ اور کہتے ہیں کہ خطرہ سے خالی نہیں۔ اور بعض اس سے مجذوم اور دیوانہ بھی ہوگئے ہیں۔ بعض طاعون کو خود بُلاکر جانِ عزیز کھوتے ہیں۔ مگر آپ ملازم ہیں۔ آپ کو شاید توکلاً علی اللہ لگانا ہی پڑے گا۔ میں نے ٹیکہ کے باب میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ جسکا نام ہے کشتیِ نوح وہ چھپ رہا ہے۔ اگر آپ دو ہفتہ کے بعد اطلاع دیں۔ تو آپکو پہنچ سکتا ہے۔ والسّلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء

۷۴ - (پوسٹ لفافہ) ۲۷ر اپریل ۱۹۰۳ء بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - مجبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہنچا - چونکہ عمر کا اعتبار نہیں۔ آپکو مناسب ہے۔ کہ دو تین ماہ کی رخصت لیکر قادیان میں آجائیں - آپ کو عمر کے اوائل حصّہ میں اگرچہ قادیان رہنے کا اتفاق ہوا۔ مگر اب نہیں ہوا۔ اب ہونا ضروری ہے اس بات میں ضرور غور کرنا چاہیئے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان۔

(اخویم سیّد محمد شاہ صاحب کو سلام علیکم)

۷۵ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ۔

عزیزی شفقی مجبی میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کئی دن سے آپ کا خط پہنچا ہوا ہے۔ مگر مجھے دو ماہ سے اسقدر کھانسی ہے کہ میں جواب لکھنے سے مجبور رہا۔ اس وقت بھی میری حالت تحریر کے قابل نہیں تھی اپنے تئیں ضبط کر کے لکھا ہے افسوس کہ میں علالت طبع سے زیادہ لکھ نہیں سکتا۔ بعد صحت انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کرونگا۔ صرف رسید کے طور پر یہ خط بھیجتا ہوں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۴ر جنوری ۱۹۰۴ء

۷۶ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - مجبی عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچکر بدریافت خیر و عافیت نہایت خوشی ہوئی۔ امید کہ جلد جلد اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع کرتے رہیں گے۔ اور جو کچھ آپ نے ارادہ کیا ہے۔ کہ یک صد روپیہ سالانہ معہ چندہ احباب غوث گڈھ روانہ کرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ اسکا آپ کو ثواب بخشے۔ باقی ہر طرح سے یہاں خیریت ہے۔ ایک اشتہار ساتھ اِس کے ارسال ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۸ر فروری ۱۹۰۵ء

اخویم مولوی محمد علی صاحب کو اطلاع دیدی گئی ہے۔ کبھی آپ کو ملاقات کیلئے بھی آنا چاہیئے

۷۷ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم - ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی رخصت منظور ہونے سے بہت خوشی ہوئی - اور دُعا ہے کہ عزیز رحمتہ اللہ کو بھی خدا تعالیٰ اس عہدہ پر مستقل فرماوے - آمین - اور یہ آپ کے اختیار میں ہے جس بات میں آرام دیکھیں وہی طریق اختیار کریں۔ چاہیں تو عیال کو ہمراہ لے آویں - چاہے مجرد آجائیں۔ چند روز سے ہمارے گھر میں بعض مہمان معہ عیال اُترے ہوئے ہیں - اور اُنکا ارادہ معلوم ہوتا ہے - کہ عید تک اسی جگہ رہیں - لہذا عید تک کل مکان رُکا ہوا ہے لیکن اگر آپ معہ عیال آویں - تو انشاء اللہ کوئی اور بندوبست ہو جاویگا۔ مسمی عُلیا کی بیعت منظور کی گئی ہے - خدا تعالیٰ اُسکو استقامت بخشے - والسلام -

مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۶ راکتوبر ۱۹۰۷ء

۷۸ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی -

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد - بخدمت اخویم میاں عبد اللہ صاحب سنوری - بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مدت مدید کے بعد آپکا عنایت نامہ پہنچا - تمام خط اول سے آخر تک غور سے پڑھا گیا - مَیں بخوبی اس بات پر مطمئن ہوں - کہ خدا تعالیٰ نے آپکے دل میں اخلاص اور محبت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے - اور آپ کو فطرتی مناسبت ہے اور ایسی محبت ہے - کہ زمانہ کے رنگ بدلانے سے دُور نہیں ہو سکتی - سو مَیں آپ پر بہت خوش ہوں - ظاہری ملاقات میں اگر کچھ بُعد واقع ہو گئی ہے - تو یہ صوری بعد آپ کے باطنی قرب کا کچھ حارج نہیں - انشاء اللہ ملاقات بھی کسی وقت ہو جائیگی - اور آج جسقدر بعض لوگوں میں بدخیالات وظنون فاسدہ پیدا ہو گئے ہیں - مَیں ان سے کچھ آزردہ نہیں - اور نہ ایسے لوگ میری کارروائیوں کو کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں - بات یہ ہے کہ دُنیا میں ہمیشہ سے اکثر لوگ سریع التغیر اور کچے خیال کے ہوتے رہے ہیں - ایسا ہی اس زمانہ میں بھی ہیں - مگر ایسے لوگ - نہ اپنے شمول سے کچھ برکت زیادہ کرتے ہیں - اور نہ اپنے مخالفانہ قیل وقال سے کچھ بگاڑ سکتے ہیں - انسان کے لئے اس کا حقیقی محاسب خدا

تعالےٰ ہے۔ اگر وہ کسی بنا پر ناراض ہو۔ تو تمام دنیا مل کر اس بندہ کو اپنی مرادات میں
کامیاب نہیں کر سکتی۔ اور اگر راضی ہو۔ تو اُس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ جو شخص
حقیقت میں سچا اور زیر سایہ حمایت الٰہی ہو۔ اُس کو کسی کی دوستی اور دشمنی کی پرواہ
ہی نہیں ہوتی۔ ہر ایک شخص اپنا جوہر ظاہر کرتا ہے۔ نیک آدمی اپنی نیک باتوں اور
وفاداری اور صدق اور صفا سے اپنی نکوکاری کا ثبوت دیتا ہے۔ اور بدآدمی اپنی بد
افعالی بدگمانی سے اپنے مادۂ بد کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے۔
وکل یعمل علےٰ شاکلتہ یعنے ہر شخص اپنے مادہ اور فطرت کے مطابق عمل کر رہا ہے۔
اور اس جگہ اور سب طرح سے خیریت ہے۔ والسّلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۶ر مارچ ۱۹۰۸ء

سب کی طرف سے السلام علیکم۔

۷۹۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم۔
السّلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا ایک نہایت دردناک خط پہنچا۔ درحقیقت
اس قدر غم اور صدمہ جو چاروں طرف سے آپکے دل کو گھیر رہا ہے۔ یہ خداتعالےٰ کا بڑا
امتحان ہے۔ خدا کرے جو آپ اس امتحان میں صادق نکلیں۔ مینے اس خط کے لکھنے
سے پہلے جناب الٰہی میں بہت دعا کی ہے۔ اگر تقدیر مبرم نہو۔ تو قبول* ہونے کی اُمید
ہے۔ مجھے ابتک آپنے پتہ نہیں دیا۔ کہ مرض کی کیا حالت ہے۔ کیا دست تو نہیں آتے؟
بدن تو بہت لاغر نہیں۔؟ کس درجہ پر بخار معلوم ہوتا ہے؟ اور بخار کو کتنے دن
ہو گئے۔؟ اور مَیں ایک نسخہ اس خط کے ہمراہ بھیجتا ہوں۔ وہ میرے بہت سی جگہ تجربہ
میں آچکا ہے۔ برگ بید اور گل نیلوفر کے عرق کے ساتھ اسکو کھانا چاہیئے۔ بلا توقف
کھانا شروع کر دیں۔ اور دل برداشتہ نہ ہوں۔ خدا سب چیز پر قادر ہے۔ دو تین ماہ
کی مدت ہوئی۔ کہ میرا لڑکا مبارک احمد جو اس کی والدہ کو بہت ہی پیارا تھا۔ تپ سے

*۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ حضور کی دُعا کو اللہ تعالےٰ نے قبول فرما کر رحمتہ اللہ کو اپنے فضل
سے صحت وعافیت بخشی۔ الحمد للہ علےٰ ذلک ۱۲

فوت ہوا ہے۔ اس کے انتقال کے قریب وقت میں مینے انکو کہدیا۔ کہ دیکھو اب یہ لڑکا مرنے والا ہے۔ اور ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ جو مارنے والا ہے۔ وہ مرنے والے سے ہمیں زیادہ پیارا ہے۔ اور یہی طریق ایمان کامل کا ہے۔ کہ صرف یہ کہو کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کی امانت تھی۔ خدا نے لے لی۔ سو اُنہوں نے لڑکے کی موت کے وقت ایسا ہی کہا۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی مرجائے۔ تو یہ غیر معمولی بات نہیں۔ ہم بھی تو ہمیشہ کے لئے اس دنیا میں نہیں رہینگے۔ خدا کے نزدیک انہیں کو مراتب ملتے ہیں۔ جو اس چند روزہ زندگی میں تلخی دیکھتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اگر خوش ہوتا ہے۔ تو بدل عطا کرتا ہے۔ ہرگز ہرگز طریق عوام نہیں اختیار کرنا چاہئے۔ خدا جس سے پیار کرتا ہے۔ اس کو کوئی مصیبت بھی بھیجتا ہے۔ سو نہایت استقلال سے خدا تعالےٰ پر توکل کرو۔ اور اس سے نومید مت ہو۔ اور مجھے اطلاع دیتے رہیں۔ والسلام راقم مرزا غلام احمد بقلم خود

(نسخہ مرض دق وسل و دیگر تپہا)

هو الشافی

طباشیر - صمغ کتیرا - نشاستہ - گلسرخ منزوع - رب السوس - مغز تخم خیارین

۲ درم　۲ درم　۲ درم　۶ درم　۶ درم　۴ درم

کدو - تخم خرفہ - کافور - زعفران - کوفتہ بیختہ بہ لعاب اسبغول اقراص بندند

۴ درم　۴ درم　یکدرم　نیم درم

خوراک دو نیم درم۔ یہ سب دوائیں قرص بنا کر اور ان میں کافور داخل کرکے یا بطور سفوف رکھکر دو وقت تین تین ماشہ دیدیں۔ اور پھر پانچ ماشہ کر دیں۔ اگر عرق طیار نہ ہو۔ تو بلا توقف یہی نسخہ دیں۔ پھر جلدی سے عرق طیار کر لیں۔

(اس خط پر تاریخ درج نہیں تھی سیاق وسباق دیکھکر اسکو اس جگہ پر درج کیا گیا)

۸۰ - (پوسٹ لفافہ) ۲ رمئی ۱۹۰۸ء۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی۔ السلام علیکم۔ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے لاہور میں آپ کا خط ملا۔ میں بباعث علالت طبع والدہ محمود احمد کے۔ اور نیز بباعث خود اپنی بیماری کے تبدیل آب وہوا کے لئے لاہور میں آگیا ہوں۔ کمزوری دماغ کے لئے میری دانست میں یخنی جیسی اور کوئی عمدہ چیز نہیں ہے۔ وہ استعمال کرنا چاہئے۔ انشاء اللہ دُعا کروں گا۔ باقی خیریت ہے

والسّلام مرزا غلام احمد از (لاہور)

۸۱ (پوسٹ لفافہ) ۲ رمئی ۱۹۰۸ء بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لاہور میں قادیاں سے ہو کر دونوں خط آپ کے مجھکو ملے۔ خدا تعالےٰ آپکو اس دلآزار تشویش سے نجات بخشے۔ اور آپ کے لختِ جگر کو کامل شفا عطا فرماوی۔ آمین ثم آمین۔ انشاء اللہ دعا کرتا رہونگا۔ حالات سے مجھکو اطلاع دیتے رہیں مَیں بیمار تھا۔ اور میرے گھر کے لوگ مجھ سے زیادہ بیمار تھے۔ اس لئے تبدیل ہوا کے لئے لاہور میں آ گئے۔ خدا تعالےٰ آپ کو غم سے رہائی بخشے۔ والسّلام

خاکسار۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ۔

۸۲۔ (پوسٹ لفافہ) بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ محبی عزیزی میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ۔

السّلام علیکم۔ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ رحمتہ اللہ کی صحت سی بہت خوشی ہوئی۔ الحمدللہ۔ مگر مناسب ہے۔ کہ جب تک پوری قوت نہ ہو۔ دوا کہاتے رہیں۔ ابہی قرص کافور کو نہیں چہوڑنا چاہیئے۔ اور بہتر ہے۔ کہ اکثر اوقات باہر ہوا میں رہیں۔ اگر ایسی جگہ میسر آوے۔ کہ باغ ہو۔ اور درختوں کا سایہ ہو۔ اور کہلی ہوا۔ تو یہ بہت ہی بہتر ہے۔ اور ایک بڑی دوا ہے۔ اور تاریک جگہ اور بند ہوا کی جگہ میں ہرگز نہیں رہنا چاہیئے۔ باغ کے سایہ کی ہوا حکم اکسیر رکھتی ہے۔ مگر شام کے وقت باغ میں نہ رہیں۔ اور گائے کا دُودھ بہت پیویں۔ جسقدر ہو سکے۔ تہوڑا جوش دے لیا کریں۔ خداوند تعالیٰ کامل صحت عطا فرماوے۔ باقی سب خیریت ہے۔ مجھکو اطلاع دیتے رہیں۔ والسّلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔

(میں نے تمام خط پڑھ لیا ہے۔)

۸۳۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے لاہور میں آپ کا خط ملا۔ الحمدللہ۔

آپ کے فرزند لختِ جگر کو مرض سے صحت ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ میرے گھر کے لوگ بیمار تھے۔ تبدیل آب و ہوا کے لئے لایا ہوں۔ شاید ایک ماہ تک ہم یہاں رہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۵ رمئی ۱۹۰۸ء

۸۴ ۔ (دستی پرچہ)۔ مشفقی میاں عبداللہ صاحب۔ السلام علیکم۔ انشاءاللہ کل آپ کو سمجھا دونگا۔ اور کل کسی وقت آپ بیعت کرلیں۔

(اس پرچہ پر کوئی تاریخ درج نہیں۔ ہاں تخمیناً ۱۸۹۳ء کا لکھا ہؤا ہے۔ کیونکہ یہ بیعت جسکا اس میں ذکر ہے۔ ۱۸۸۹ء والی بیعت سے تین چار سال بعد میں ہوئی تھی)

نوٹ:۔ اس خط کی تاریخ ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہو سکی۔ اور نہ کہ ترتیب میں اسے کس خط کے بعد اور کس سے قبل رکھنا چاہئے۔ اس لئے اسے اس جگہ پر درج نقل کیا گیا۔

۸۵ ۔ (دستی خط) (ہر دو اہلیہ مولوی محمد عبداللہ صاحب) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ مَیں محض تمہاری دنیا اور آخرت کی بھلائی کیلئے تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم نماز کی پابند رہو۔ اور اپنے خاوند میاں عبداللہ کی تابعداری رکھو۔ کیونکہ عورتوں کے لئے خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کرینگی۔ تو خدا انکو ہر ایک بلا سے بچائے گا۔ اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی۔ اور نیک بخت ہوگی۔ والسّلام مرزا غلام احمد۔

۸۶۔ الفاظ بیعت اُولیٰ۔ جو حضرت اقدس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو بمقام لدھیانہ لی تھی۔ (۱۸۸۹ء مین)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے اُن تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں۔ جن میں مَیں مبتلا تھا۔ اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں۔

کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے۔ اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔ اور دین کو دُنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا۔ اور ۱۲ر جنوری کی دس شرطوں پر حتے الوسع کاربند رہونگا۔ اور اب بھی اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالی سے معافی چاہتا ہوں۔ استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربّی استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ اشھد ان لا الہ الّا اللہ وحدہ لا شریك لہ واشھد انّ محمداً عبدہ ورسولہ۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنبی فانہ لا یغفر الذنوب

الا انت

۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ

مکتوبات تمام

شد

تمت

اُن وفادار دوستوں میں سے ہے جنپر کوئی ابتلا جنبش نہیں لاسکتا وہ متفرق وقتوں میں دو دو تین تین ماہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا اور میں ہمیشہ بنظر امتحان اس کی اندرونی حالت پر نظر ڈالتا رہا ہوں سو میری فراست نے اسکی تہ تک پہنچنے سے جو کچھ معلوم کیا۔ وہ یہ ہے کہ یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اسکے اسقدر تعلق محبت کے بجز اس بات کے اور کوئی بھی وجہ نہیں جو اسکے دل میں یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص محبانِ خدا اور رسول میں سے ہے اور اس جوان نے بعض خوارق اور آسمانی نشان جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے بچشم خود دیکھے ہیں جنکی وجہ سے اسکے ایمان کو بہت فائدہ پہنچا الغرض میاں عبد اللہ نہایت عمدہ آدمی اور میرے منتخب محبوں میں سے ہے۔ اور باوجود تھوڑے سے گذارہ ملازمت پٹوار کے ہمیشہ حسب مقدرت اپنی خدمت مالی میں بھی حاضر ہے۔ اب بھی بارہ ۱۲ روپے سالانہ چندہ کے طور پر مقرر کر دیا ہے۔ بہت بڑا موجب میاں عبد اللہ کے زیادت خلوص و محبت و اعتقاد کا یہ ہے کہ وہ اپنا خرچ بھی کر کے ایک عرصہ تک میری صحبت میں آکر رہتا رہا۔ اور کچھ آیات ربانی دیکھتا رہا۔ سو اس تقریب سے روحانی امور میں ترقی پا گیا۔ کیا اچھا ہو کہ میرے دوسرے مخلص بھی اس عادت کی پیروی کریں"

مسکن آپ کا مسکن سنور ریاست پٹیالہ ہے۔ بعمر بائیس تئیس بتعلق ملازمت پٹوار اور پھر بعہدہ گرداور قانونگو رہے۔ اب دھوری ضلع لدھیانہ میں تبدیل ہو کر آئے ہیں۔

پیدائش وعمر آپ سمت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۶۱ء) میں پیدا ہوئے اسوقت آپ کی عمر انسٹھ ۵۹ برس کی ہے

محرک و باعث تعلق ۱۸۸۲ء میں آپ کا حضرت مسیح موعود سے تعلق ارادت ہوا۔ اس تعلق کی تفصیل مولوی عبد اللہ صاحب یوں بیان کرتے ہیں: "مجھے بچپن سے ہی ایسے اہل اللہ کیساتھ تعلق قائم کرنیکا شوق تھا جو متبع سنت اور خالص موحد ہوں۔ میری اس تڑپ اور شوق کو دیکھکر میرے ماموں مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم نے مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کی تعریف کی۔ اور کہا کہ امرتسر میں ایک شخص ہے جو متبع سنت ہے یہ سنکر میں اُنکی زیارت کے لئے امرتسر پہنچا۔ اور وہاں تین چار روز رہا۔ اور مولوی صاحب موصوف کی بیعت کر کے واپس چلا گیا اسوقت ابھی میری عمر بچپن ہی کی تھی۔ مولوی صاحب موصوف نے بیعت کے بعد مجھے دو وظیفے پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ ایک یہ کہ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث ہر وقت پڑھتے رہیں۔ اور دوسرا یہ کہ صبح کی سنتوں کے بعد یعنی فرضوں سے پہلے اکتالیس بار سورہ فاتحہ بالالتزام پڑھا کریں۔ جسکی تاثیر کا میں نے مشاہدہ بھی کیا۔

اس کے بعد ماموں صاحب موصوف نے فرمایا کہ ہندوستان کے ایک شہر آرہ میں ایک بزرگ ہے جو یہانتک متبع سنت ہے کہ اُسنے اتباع سنت نبوی میں اپنی مسجد کی چھت بھی کھجور ہی کی شاخوں کی بنائی ہوئی ہے اُنکی زیارت کا بھی مجھے بہت شوق پیدا ہوا چنانچہ میں آرہ جانیکو تیار ہی تھا کہ ایکروز ماموں صاحب نے پٹیالہ سے جو سنور سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے واپس آکر مجھ سے کہا کہ عبد اللہ اب آرہ جانیکا خیال چھوڑ دو۔ قادیان میں ایک بزرگ نے اس دعویٰ سے کتاب لکھنی شروع کی ہے اور پھر اس کتاب کے دعویٰ کا اور اسپر دس ہزار روپیہ انعام کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کوئی

ناکامل ہی اگر تجھو زیارت کے لیے جانا ہی تو اسکے پاس جا۔ چنانچہ اسیوقت آرہ جانیکا خیال جاتا رہا اور قادیان روانہ ہو پڑا
بلکہ جہانتک مجھی یاد ہی اسبات کے سننے پر میری دلمیں کچھ ولولہ اٹھا کہ جس جگہ پر ماموں صاحب نے مجھ سے یہ ذکر کیا تھا۔ وہیں
سے سیدھا میں قادیان کیطرف روانہ ہوگیا۔ گھر بھی نہیں گیا۔ جب میں بٹالہ اسٹیشن پر گاڑی سے (جو ابھی شروع ہی
ہوئی تھی) اُترکر رات وہیں رہا اور علی الصباح پیدل چلکر قادیان پہنچا۔ حضور اسوقت بیت الفکر میں تشریف رکھتے تھے
میں نے بیت الفکر کے چھوٹے دروازے پر جب بیت الذکر یعنی مسجد مبارک میں ہی دستک دی حضور نے دروازہ
کھولدیا۔ اور میں السلام علیکم عرض کرکے پاس بیٹھ گیا۔ حضور کا چہرہ دیکھتے ہی بغیر اسکے کہ حضور میرے ساتھ کوئی بات
کرتے میری دلمیں حضور کی از حد محبت پیدا ہوگئی اور حضور کا چہرہ مبارک نہایت ہی پیارا معلوم ہوا۔ اسوقت تک
میں نے براہین احمدیہ یا اسکا اشتہار خود نہیں دیکھا یہاں آکر بھی کوئی دلائل حضور علیہ السلام سے یا کسی اور سے نہیں سنے
بلکہ میری ہدایت کا موجب صرف حضور کا چہرہ مبارک ہی ہوا حضور پر میرا اعتقاد اسیوقت پورا پورا ہوگیا رفتہ رفتہ
یہاں میں تین روز رہکر واپس روانہ ہوگیا۔ مگر بٹالے پہنچکر میرا دل آگے جانیکو نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے پھر قادیان
واپس آگیا۔ حضور نے فرمایا کہ کیوں واپس آگئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور جانیکو دل نہیں چاہتا۔ فرمایا اچھا اور رہو۔
چنانچہ میں ہفتہ عشرہ اور رہا۔ اور پھر واپس چلا گیا۔ اسکے بعد میں اکثر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

خدمت کا موقعہ | براہین احمدیہ حصہ چہارم کی کاپیاں اور پروف مطبع ریاض ہند امرتسر میں چھپوانے کیلئے کئی بار
میں جایا کرتا تھا۔ بیس ہزار تعداد والا مطبوعہ اشتہار اردو کی پشت پر انگریزی ترجمہ کراکر اور لاہور میں چھپوا کر میں
لایا تھا۔ اور اس کی ساتھ والی چٹھی کا بھی انگریزی ترجمہ لاہور سے چھپوا کر میں ہی لایا تھا اور اوائل میں حضور کی ڈاک
محرری کا کام بھی ایک عرصہ تک میں نے کیا ہے۔ میں حضور کے ابتدائی زمانہ کے تمام سفروں میں حضور کی خدمت میں حاضر رہا
ابتدائی سفر یہ ہیں۔ قادیان سے لودہانہ بموقعہ بیعت اولیٰ۔ اور قبل از بیعت لدہانہ سے ہوشیارپور شیخ مہر علی صاحب کے
لڑکوں کی شادی کی تقریب پر۔ لودہانہ سے علی گڈھ۔ قادیان سے سرہند و بسی سنور۔ سنور کا سفر حضور نے اس عاجز
کی درخواست پر ہی کیا تھا۔ اور میرے غریب خانہ پر تشریف لیگئے تھے۔ سنور کے راستے میں تھوڑی دیر پٹیالہ بھی حضور نے قیام
فرمایا تھا۔ پھر وہاں سے انبالہ چھاؤنی۔ پھر قادیان سے ہوشیارپور کیطرف چلنے والا سفر بحکم الہی۔ اس سفر میں میرے
ذمہ یہ خدمت مقرر تھی۔ کہ میں کھانا پکاکر حضور کی خدمت میں پہنچایا کروں۔ پھر مباحثہ آتھم کا سفر امرتسر۔
جب کام زیادہ ہوجاتا تو حضور خاکسار کو بلوا لیا کرتے اور پھر مہینوں حضور کی خدمت میں حاضر رہتا۔"

کرتے کرتہ پر سُرخی کے چھینٹوں والا نشان آپکے روبرو ظاہر ہوا چنانچہ وہ کرتہ بھی آپکے پاس ہے۔ سب سے پہلی بیعت
میں چوتھے نمبر پر حضور نے آپکی بیعت لی ان چاروں کو ایک ایک کرکے حضور نے علی الترتیب خود بلایا تھا۔ اور اُسکے
بعد فرمایا کہ ایک ایک آدمی آکر بیعت کر جائے۔ دوسری بیعت "تحت الشجرہ" کے منشا کے پورا کرنے کیلئے ۹۳ء
کے قریب (سن ٹھیک یاد نہیں) حضور نے اپنے باغ میں ایک درخت کے نیچے آپسے لی آپکی دوسری شادی حضور نے خود

کرائی اس تحریک کی اثنا میں جس قدر نشان ظاہر ہوئے۔ وہ مکتوبات کے نوٹوں میں مذکور ہیں۔ اس شادی کے موقع پر ولیمہ کی دعوت بھی حضور نے قادیان میں آپ کی طرف سے کی اور یہ شادی دونوں خاندانوں کے لئے وہم وگمان سے بڑھ کر مبارک ہوئی۔
آپ کا تمام خاندان بفضلہ تعالیٰ احمدی ہے۔ کوئی بھی غیر احمدی نہیں۔ آپ کے ذریعہ سے غوث گڑھ کا تمام گاؤں (بجز دو تین آدمیوں کے) احمدی ہوا ہے۔ سنتے ہیں کہ وہاں کے ہندو بھی حضور کے معتقد اور مصدق ہیں۔

سلسلہ احمدیہ کی تمام کتب اور فہرست کتب

پتہ ذیل سے ملتی ہیں

احمدیہ کتاب گھر قادیان

پنجاب